Ummat e wahida Magazine 19

نمبر ۱۹ - ۲۰۲۳

امت واحدہ

”حج؛ معاشرے میں قرآنی انقلاب، اسلامی ہم آہنگی اور قدس شریف کی حمایت“

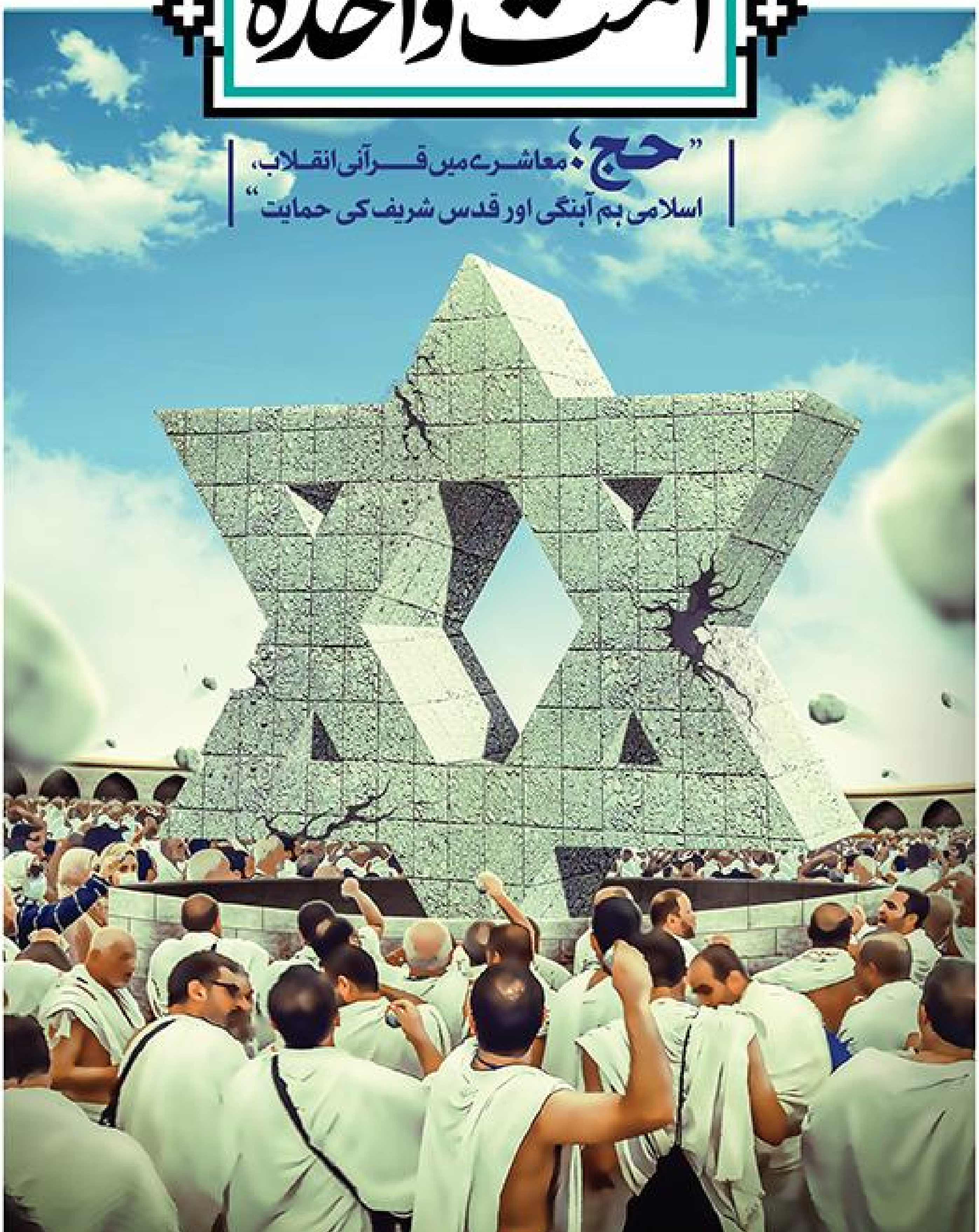

امام خمینی فرماتے ہیں: میں نے ہمیشہ اپنے خطبوں اور تحریروں میں اسرائیل اور اس کے جرائم کے بارے میں مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ اسرائیل خطے میں کینسر کی طرح ہے، اس کا فوری علاج ضروری ہے، اس کی کوشش ہے کہ اسلامی ممالک پرمسلط ہوجائے۔ اسرائیلی صرف "قدس" پراکتفا نہیں کریں گے وہ امریکی سیاست کے تابع ہیں، امریکیوں کی آرزو صرف ایک خطے پرمسلط ہونا نہیں ہے؛ چنانچہ دنیا کی طاقتیں چاہتیں ہیں کہ کسی بھی طرح سے پوری دنیا پرمسلط ہوجائیں۔ اگرعرب ممالک کے عوام متحد ہوجائیں تو امریکا ناکام ہوجائے گا؛ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ عرب متحد نہیں ہیں، اس نااتفاقی میں بھی امریکی ہاتھ ہے۔ امریکی کسی بھی صورت نہیں چاہتے کہ مسلمانوں میں اتحاد قائم ہوجائے۔

(صحیفہ نور جلد ۱۲، ص ۲۱۸)۔

آیت اللہ خامنہ ای فرماتے ہیں: ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالی کے فضل و کرم، فلسطینی عوام کی جدوجہد اور عالم اسلام کی حمایت سے فلسطین آزاد ہو جائے گا۔ بیت المقدس، مسجد اقصیٰ اور تمام مقبوضہ علاقے آزاد ہوکر اسلامی ممالک کے آغوش میں لوٹ آئیں گے۔ ان شاء اللہ۔

(۱۳۸۰/۲/۵)

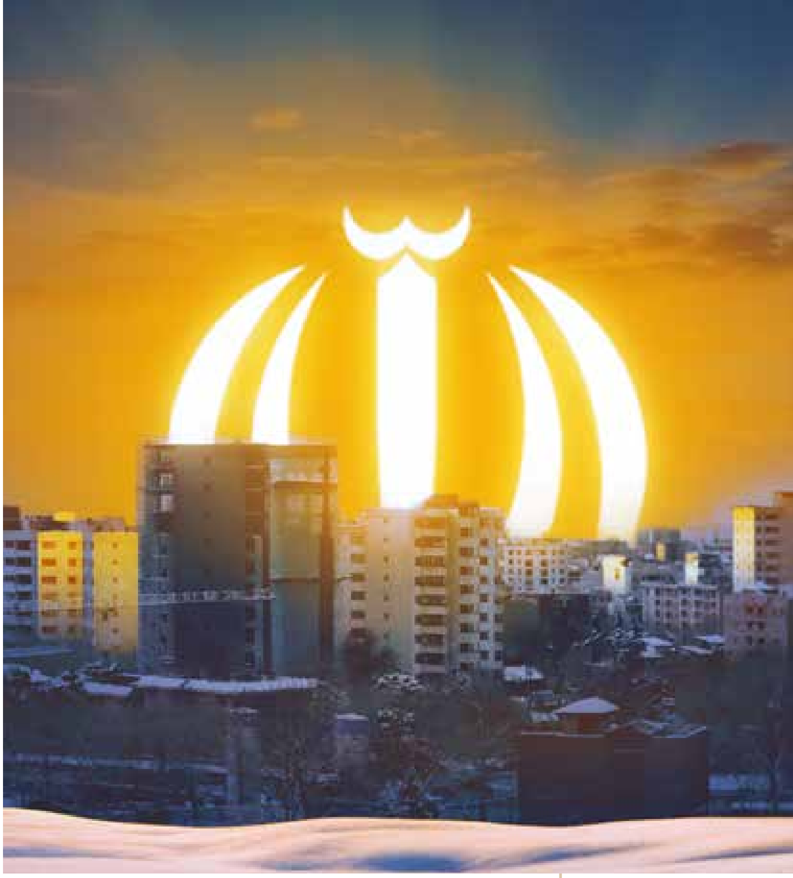

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امت واحده - نمبر ۱۹ -۲۰۲۳

بتعاون؛ اداره حج، بین الاقوامی روابط اور عالمی تعلقات عامہ

با همکاری و مشارکت بعثه حج ایران- معاونت بین الملل- مدیریت ارتباطات بین الملل"

مدیراعلیٰ: محمد اسدی موحد

ایڈیٹر ان چیف : محمد رضا کمیلی

مدیرنشر و اشاعت: مریم حمزہ لو

پروڈکشن اسسٹنٹ و مترجم:

ڈاکٹر غلام مرتضی جعفری، سیدہ ہما جعفری

علمی نظارت: ڈاکٹر جواد حیدر ہاشمی

نظرثانی: ساجدہ جعفری

بتعاون: الہدی انٹرنیشنل پبلیکیشنز

ڈیزائنگ: عفت بہار

ہیئت تحریریہ:

حجت الاسلام پروفیسر محمد اسدی موحد

حجت الاسلام و المسلمین سید عبدالفتاح نواب

ڈاکٹر محمد مہدی ایمان پور

ڈاکٹر محمد ہادی فلاح زادہ

محمد شفیعی نیا

حافظ نجفی

مجتبی حیدری

۲	اداریہ-حج ابراہیمی، اسلامی انقلاب کا ترقی پسند نظریہ
۴	رہبرانقلاب کی نظرمیں حالیہ فسادات کی حقیقت
۶	صہیونیزم اور بین الاقوامی، بین المذاہب
۱۰	آئینی حج، وضاحتی حج!
۱۲	ایران میں گزشتہ سال رونما ہونے والے واقعات پر ایک نظر
۱۶	القدس اور فلسطین امام خمینی اور رہبر انقلاب مدظلہ العالی کی نظر میں
۲۱	ثقافت اور ثقافتی تبادلے میں حج کا کردار
۲۶	مسئلہ فلسطین سے توجہ ہٹانے کے لئے فرقہ
۲۸	اسلامی جمہوریہ ایران میں خواتین کا مقام!
۳۰	ایرانی خواتین اور اسلامی معاشرہ
۳۴	شعر

Advertising Office:

Magazine of ITF , Tehran Islamic Republic of Iran

Tel: +۹۸۲۱ ۸۸۹۳۴۳۰۲ +۹۸۲۱ ۸۸۹۳۴۳۰۳

Fax: +۹۸۲۱ ۸۸۹۰۲۷۲۵

Website: https://alhoda.ir http://www.itfjournals.com

Email: Info@alhoda.ir alhodapub@gmail.com

حجت‌الاسلام پروفیسر
محمد اسدی موحد

حج ابراہیمی، اسلامی انقلاب کا ترقی پسند نظریہ

حج، اسلامی انقلاب کے عظیم تعلیمات اور افکار پر مبنی ایک عمل ہے، جس کی بنیاد مذہبی اور قرآنی تعلیمات پر مرکوز ہے، یہ ایک ایسا عمل ہے جو مسلمانوں کے درمیان اتحاد کو مضبوط کرکے استکبار کے خلاف جذبے کو تقویت دینے کے ساتھ ساتھ یہ ظلم کے خلاف تبلیغ اور دشمن کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملانے کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔

اسلامی انقلاب نے دنیا کے سامنے خالص محمدی اسلام کا ایک حقیقی اور ترقی پسند نمونہ پیش کیا ہے، انقلاب نے استکبار کے بکھرتے جسم کو مزید دہشت اور خوف و ہراس میں مبتلا کردیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دشمنان اسلام ایران کے خلاف صف آراء ہو چکے ہیں۔

حج ایک ترقی پسند نظریے کا نام ہے جس میں فلسطین سمیت سمیت عالم اسلام کے بحرانوں اور چیلنجوں کے حل کے لیے منصوبہ سازی کی جاتی ہے۔

سعودی حکام نے حالیہ برسوں میں اس حقیقت کی بنا پر عازمین حج کے لئے مناسب سہولتیں اور پلیٹ فارم مہیا کیے ہیں۔ مسلمانوں کے اتحاد اور ہم آہنگی اور دنیائے اسلام کے مشکلات کے حل کے لئے بہترین موقع فراہم کیا گیا ہے۔

فلسطین عالم اسلام کا سب سے اہم مسئلہ اور مسلمانوں کے اجتماع، اتحاد اور ہم آہنگی کے اہم عوامل میں سے ایک ہے؛ لہذا یہی وجہ ہے کہ استکباری دنیا حج کے بڑے اجتماع سے سخت خوفزدہ ہے اور حج کے خلاف ہرزہ سرائی کرتی نظر آتی ہے۔

انڈونیشیا کی آزادی میں حج کا کردار!

حج کے سیاسی کردار کی ایک تاریخی مثال انڈونیشیا کی آزادی ہے۔ سعودی عرب میں مقیم انڈونیشی باشندوں نے دوسری جنگ عظیم کے بعد حج کی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے انڈونیشیا کے مسلمانوں کو بیدار کرنا شروع کیا جس کی وجہ سے انڈونیشیا کے معاشرے میں بیداری آئی؛ یہاں تک کہ بالآخر ۱۹۴۶ میں انہوں نے ہالینڈ کو مجبور کردیا کہ وہ انڈونیشیا کو ایک آزاد مملکت کے طور پر قبول کرے۔

حج کے ایام میں اسرائیلی مظالم کے پرچار ان مثالوں میں سے ایک ہے جس نے دنیا بھر کے آزاد خیال انسانوں کو فلسطین کی حمایت پر مجبور کردیا؛ یہاں تک کہ بیس سال سے کم عمر فوٹبال ٹیم نے فلسطین کی آزادی کا مطالبہ کیا اور فلسطین کے جھنڈے کو ایک عالمی تحریک کی شکل میں لہرایا۔

ان تاریخی واقعات اور اسی طرح کی بے شمار تاریخی مثالوں کا جائزہ لینے سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ استکبار کی دنیا سیاست سے مذہب کی علیحدگی کے تبلیغات کیوں کررہی ہے؟ بدقسمتی سے کچھ لوگ لاعلمی یا دشمنوں کے ساتھ مل کر اس متکبرانہ نعرے کو دہراتے ہیں۔ لیکن اس اتحاد اور سیاسی عبادت کا ثمر، ایک دوسرے کو سمجھنے اور اپنے موقف کی وضاحت ہونا چاہیئے۔

درحقیقت اگر عالم اسلام حج کی صلاحیت کو بروئے کار لا کر عالم اسلام اور مسلمانوں کے مسائل کا جائزہ لینے کے لیے کسی ایک گفتگو تک نہیں پہنچ سکتا تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم نے اس منفرد صلاحیت کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اگر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حج کا نظریہ ایک ترقی پسند سیاسی نظریہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حج کے منفرد اجتماع میں مسلمانوں کے اہم مسائل اور چیلنجوں کے علاوہ مرکزی مسائل پر بحث کی جانی چاہیے۔

اس وقت کے اہم ترین محوروں میں سے ایک ایران کے سیاسی اور سماجی حالات ہیں۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ ایران بین الاقوامی خاص طور پرمغربی ایشیائی خطے میں ایک بااثر ملک بن چکا ہے، ایران کی تمام سیاسی، سماجی اور اقتصادی ترقی پر دشمنوں کی نظر ہے اور ایران کی اس ترقی کو نقصان پہنچانے کے لئے اربوں ڈالر خرچ کرکے ایرانی عوام کو اسلامی انقلاب سے دور کرنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے، ایرانی عوام کے ذہنوں میں جھوٹ پھیلا کر مایوسی

اور پریشانی کا سبب بنے کی کوشش کی جاتی ہے- ان منفی تبلیغات میں سے ایک ایرانی خواتین پرظلم، جبر اور حدبندی کے جھوٹے دعوئے کئے جاتے ہیں- کہا جاتا ہے کہ ایران میں خواتین پرظلم کیا جاتاہے، خواتین کو چاردیواری میں بند کیا جاتا ہے وغیرہ؛ لہذا حج کے موسم میں ایران کے سیاسی اور سماجی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام دشمن عناصر کے من گھڑت اور بے بنیاد تبلیغات اور سازشوں سے پردہ ہٹانا ضروری ہے:

تمام مفکرین اسلام کی ذمہ داری ہے کہ ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد ملک کی ترقی میں خواتین کے کردار کی وضاحت کریں، دنیا کو بتایا اور دکھایا جائے کہ ایرانی خواتین کس طرح پوری آزادی کے ساتھ ملک کی ترقی میں حصہ لے رہی ہیں؛

انقلاب سے پہلے اور انقلاب کے بعد ایران میں خواتین کے کردار کا مقائیسہ کیا جائے اور حقیقی اعداد و شمار بتائے جائیں کہ ایرانی خواتین نے انقلاب کے بعد علمی میدان میں کس قدر ترقی کی ہے؛

حجاب کے قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والی خواتین کے حقیقی اعداد و شمار پیش کئے جائیں اور اس بات کو بھی واضح کیا جائے کہ بعض وہ خواتین جو اسلام دشمن عناصر کے بہکاوے میں آکر غیرملکی ذرائع ابلاغ میں حجاب کے خلاف ہرزہ سرائی کرتی ہیں وہ ایرانی خواتین کی نمائندگی نہیں کرتیں؛ کیونکہ وہ ایک مختصر تعداد ہے جو حجاب کا مطالبہ کرنے والی خواتین کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے-

اس وقت اسلام دشمن عناصر ایک اور منفی تبلیغ کا سلسلہ شروع کرچکے ہیں کہ ایران میں اہل سنت پر ظلم کیا جارہاہے- من گھڑت اور جھوٹی خبریں پھیلا کر شیعہ سنی فسادات کروانے کی کوشش کی جارہی ہے؛ حالانکہ دیکھا جائے تو انقلاب اسلامی کے بعد اہل سنت علاقوں سے ایک بہت بڑی تعداد ملک کے مرکزی شہروں کی طرف ہجرت کرچکی ہے اور ملک کے مختلف اداروں میں بغیرکسی روک ٹوک کے ملازمت کررہے ہیں- اہل سنت جوانوں پرکسی قسم کا کوئی قدغن نہیں ہے وہ پوری آزادی کے ساتھ کسی بھی ادارے میں قوم و ملت کی خدمت کرسکتے ہیں- اس مذہبی اقلیت کا کردار کھیلوں کے میدانوں میں بھی پر رنگ ہے، اہل سنت جوان بین الاقوامی مقابلوں میں ایران کی نمایندگی کرتے دکھائی دیتے ہیں-

حج کے موسم میں چند ایک نکات کی وضاحت ضروری ہے:

اسلامی جمہوریہ ایران وحدت و اتحاد کا علمبردار ہے- ایرانی حکام نے ہمیشہ اسلامی مذاہب اور مسالک کے درمیان اتحاد و اتفاق کے لئے بہت کوششیں کی ہیں؛

اسلامی جمہوریہ ایران ہمیشہ مظلوموں کا حامی رہا ہے؛ اندرون ملک اور بیرون ملک مظلوموں کی حمایت کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے- سرحد پار مظلوموں میں زیادہ تر اہل سنت ہی ہیں جن کی ایران نے بھرپور مدد کی ہے اور کر رہا ہے؛

اسلامی جمہوریہ ایران نے ہمیشہ خطے کے ممالک کو مضبوط کرنے کی تاکید کی ہے اور خطے سے غیرملکی طاقتوں کے انخلا پر زور دیا ہے؛

ایران نے ہمیشہ خطے کے غریب ممالک کی بغیرکسی شرط و شروط کے امداد کی ہے؛

مختلف ممالک خاص کرمسلمانوں کے ساتھ ایران کی فعال اقتصادی، ثقافتی اور سیاسی مشارکت نیز مغربی ایشیا کے استحکام، امن و آشتی میں فعال اور وسیع کردار ظاہر کرتا ہے کہ ایران دنیا میں امن و امان چاہتا ہے اور تمام اقلیتوںکے حقوق کا علمبردار ہے- ایران نے ہمیشہ مختلف قبیلوں اور نسلی گروہوں کو مضبوط کیا ہے اور ان کے تحفظ کی کوشش کی ہے اور مختلف زبانوں اور لہجوں کی حمایت بھی اس طرح کی ہے کہ جس سے مختلف قومیں خاص کر کرد، لور، گلیک، بلوچ اور ترکمان دنیا میں مشہور ہو گئی ہیں-

حج کی منفرد صلاحیت کو بروئے کار لا کر اس مسئلے پر روشنی ڈالی جا سکتی ہے اور مسلم ممالک کو آگاہ کر کے دشمنوں کو پسپا کرنے کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے-

رہبرانقلاب کی نظر میں حالیہ فسادات کی حقیقت

۲۰ مہر ۱۴۰۱

▪ یہ تحریکیں خودساختہ نہیں ہیں؛ بلکہ مسلط شدہ ہیں!

اسلامی معاشرے کی سڑکوں پر ہونے والے فسادات دشمن کی دخالتوں کا نتیجہ ہے

- تبلیغاتی تحریکیں
- فکری اثر و رسوخ
- اضطراب اور تشویش کا فروغ
- ساخت موٹولوف کاک ٹیل

▪ دشمن کی تحریک ایک غیر فعال تحریک ہے، فیصلہ قوم کے ہاتھ میں ہے۔

ایرانی عظیم قوم کی عظیم تحریکیں

- کرونا کے خلاف جنگ میں حاضر ہونا
- کرونا ویکسین بنانا
- امداد رسانی
- اربعین میلین مارچ
- ترانہ سلام فرماندہ

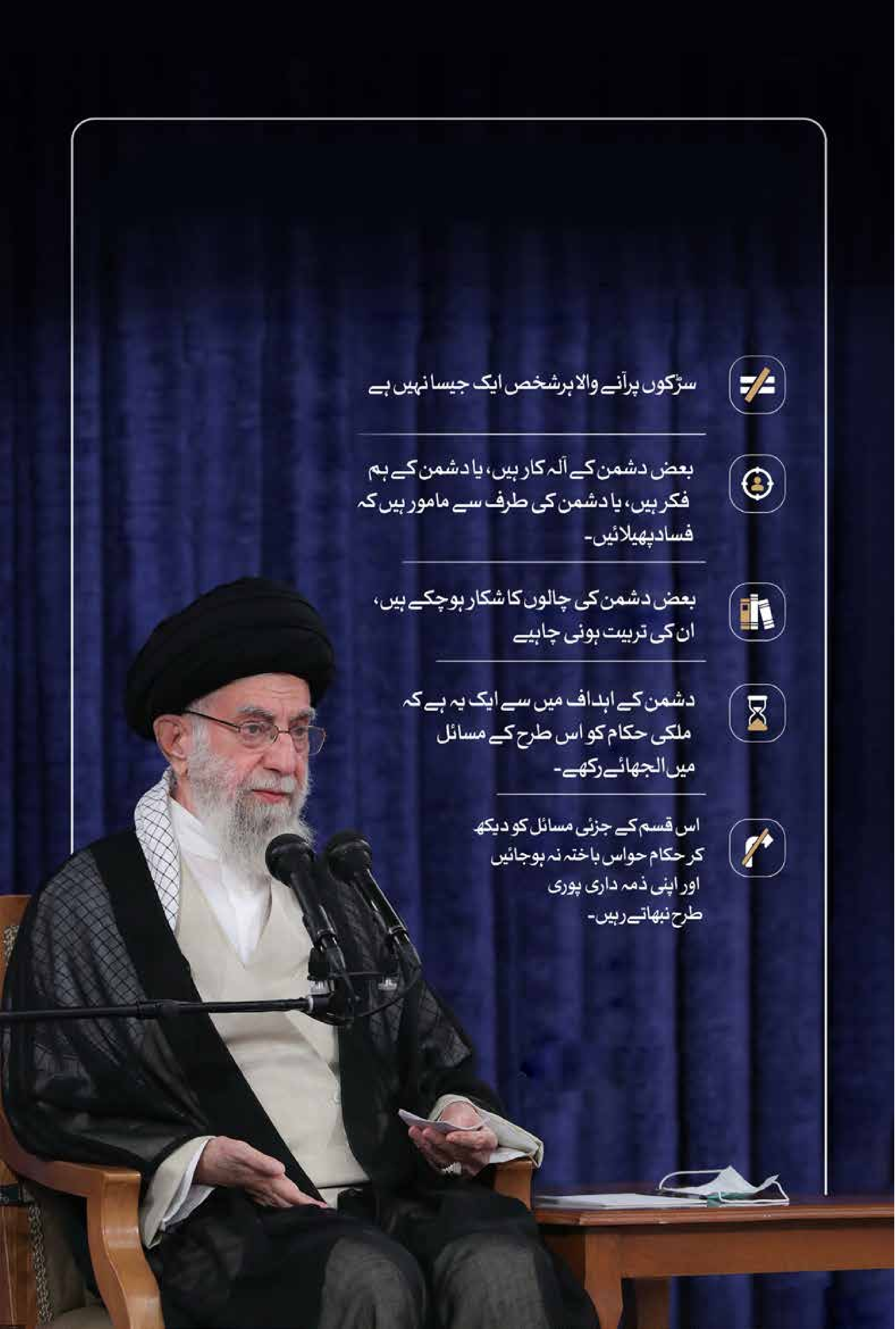
سڑکوں پرآنے والا ہرشخص ایک جیسا نہیں ہے
بعض دشمن کے آلہ کار ہیں، یا دشمن کے ہم فکر ہیں، یا دشمن کی طرف سے مامور ہیں کہ فساد پھیلائیں۔
بعض دشمن کی چالوں کا شکار ہوچکے ہیں، ان کی تربیت ہونی چاہیے
دشمن کے اہداف میں سے ایک یہ ہے کہ ملکی حکام کو اس طرح کے مسائل میں الجھائے رکھے۔
اس قسم کے جزئی مسائل کو دیکھ کر حکام حواس باختہ نہ ہوجائیں اور اپنی ذمہ داری پوری طرح نبھاتے رہیں۔

صہیونیزم اور بین الاقوامی، بین المذاہب حوالوں سے حضرت ابراہیمؑ کے نام کا غلط استعمال

حجت الاسلام و المسلمین سیدعبدالفتاح نواب
حج وزیارت کے امور میں رہبر انقلاب کے نمائندے

مذہبی صہیونیزم یا دینی صہیونیزم، سرزمین اسرائیل اور یہودیوں کی نسبت عرفانی تفسیر کا حامل ہے- صہیونیزم نے یہودی مذہبی ا حساسات، قومی تعصب اور کچھ ممالک کے یہودی دشمن ہونے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہودیوں کو اسرائیل کی جانب ہجرت پہ ابھارا- اصل میں یہ عقیدہ تھا کہ یہودی جلاوطنی میں حقیقی پہچان سے دور ہیں لہذا اسرائیلی سرزمیں میں ان کی دوبارہ آبادکاری، یہودیوں کی زندگی اور دنیا میں مؤثر ہو سکتی ہے،کیونکہ خدا کی خواہش اس برگزیدہ قوم کے ذریعے ظہور کرے گی-[1]صہیونیزم جس نے یہودیت کے قلب سے جنم لیا، اس یقین کے ساتھ وہی یہودیت ہے، خدا کی برگزیدہ قوم ہے-وہ وجوہات جن کی وجہ سے یہودی خود کو صاحب امتیاز سمجھتے آرہے ہیں اور اس پہ یقین رکھتے ہیں، ان میں سے ایک ان کی نسل ہے-وہ اپنے کو جناب یعقوب ابن اسحاق کی نسل سے سمجھتے ہیں اور اس وجہ سے اپنے نسب کو خدا کے اولوالعزم پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ تک پہنچا کے اس پہ فخر کرتے ہیں- اور اس طرح دوسری قوموں کو خود سے پست اور حقیر تر سمجھتے ہوئے ان کے لئے کسی احترام کے قائل نہیں ہیں-قرآن کریم نے نسب پرستی اور بے جا فخر ومباہات کے خلاف آواز اٹھائی اور خدا سے قربت اور برتری کو نہیں بلکہ اطاعت اور پیروی کو معیار سمجھتا ہے- «مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ* إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ؛ "ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ خالص موحد اور مسلمان تھے اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھے-لوگوں میں سے سزاوار ترین لوگ ابراہیم کیلئے وہ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں اور یہ پیغمبر اور وہ لوگ جو ایمان لائے سب سے زیادہ سزاوار ہیں اور خدا مومنوں کا ولی اور سرپرست ہے-" (سورہ آل عمران / آیہ ۶۷-۶۸)[2]

یہودیت اور مسیحیت کے پیروکار ایک دوسرے سے ملاقات اور گفتگو کے وقت ہمیشہ اپنے خیالی اور خود ساختہ امتیازات گنواتے تھے- دونوں گروہ اپنے آپ کو خدائی پیغمبروں اور حضرت ابراہیمؑ سے منسوب کرکے اس پہ فخر ومباہات کرتے تھے-قرآن کریم نے اس کام پہ انہیں سرزنش کی اور بیہودہ گفتگو سے منع کیا ہے-

(سورہ آل عمران ۶۵-۶۶؛ سورہ بقرہ آیہ ۱۴۴)

یہودی اور مسیحی ادیان کے حوالے سے قرآن مجید میں کچھ روشن نکات دکھائی دیتے ہیں:

۱- ان کی زیادہ تر گفتگو دو بدو یا بلاواسطہ نہیں تھی،بلکہ اس گفتگو میں تبلیغی پہلو تھا ایک دوسرے سے کہی اور سنی جانے والی باتوں کی نفی اور انہیں بے بنیاد ثابت کرتے تھے-

۲- یہ گفتگو اور دعوے زیادہ تر بغیر کسی دلیل اور سامنے والے کو جواب

---

۱ - المسیری، عبدالوهاب. یهودیت و صهیونیسم. مؤسسه مطالعات و پژوهش های تاریخ خاورمیانه

۲- https://library.razavi.ir/quran/fa/41582

دینے کیلئے ہوتے تھے-

۳- برتری طلبی ،ماضی کی میراث پہ فخر، مالک ودولت کی موجودگی اور خدا سے قرابت داری اس گفتگو کا اصلی محور ہوتے تھے، نمونے کے طور پہ جن کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے :

اول: جنت کی اجارہ داری

یہود ونصاریٰ دونوں اپنے لئے جنت کی اجارہ داری کا دعویٰ کرتے ہیں-وہ کہتے ہیں: یہود ونصاریٰ کے علاوہ کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا (سورہ بقرہ،آیہ ۱۱۱)-

مفسرین کے بقول یہ تعبیر ایجاز کے طور پہ آئی ہے اور ایسا ہی مقدر ہے- یہودیوں نے کہا: جنت میں یہودی کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوگا اور نصارا نے کہا : جنت میں نصرانی کے سوا کوئی داخل نہیں ہوگا-بغیر کسی انکار کے دونوں کے درمیان گہرے اور شدید اختلاف کے باوجود ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے فائدے کی بات کرنے کو تیار نہ تھا-درحقیقت ان کا دعویٰ اپنے فائدے کیلئے تھا-

دوم: یہود و نصاریٰ کی خاص ہدایت

ان کے دوسرے دعووں میں سے ایک یہ ہے کہ خود کو ہدایت یافتہ اور انسانی سعادت اور ہدایت کو اپنے دین کی پیروی میں ہی جانتے ہیں- کہا: یہودی یا نصرانی ہوجاؤ تاکہ راہ راست پہ آجاؤ (بقرہ،آیہ ۱۳۵)- یہ آیت بھی ایجاز کی شکل میں بیان ہوئی،حقیقت میں یہودیت اور مسیحیت کا الگ الگ دعوا اپنے مذہب کیلئے ہے-

سوم: خدا کے بیٹے اور دوست

دین یہود اور مسیحیت کے پیروکار افتخار اور امتیاز کے طور پہ اپنے کو خدا کے بیٹے اور دوست سمجھتے تھے (سورہ مائدہ /آیہ ۱)-

علامہ طباطبائی اس آیہ کے ذیل میں لکھتے ہیں :

" اس میں شک نہیں کہ یہودیوں نے خدا کیلئے حقیق فرزندی کا دعوا نہیں کیا ہے اور سنجیدگی سے خود کو خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے؛ جیسا کہ زیادہ تر عیسائی،مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں- لہذا اس جملے میں جو حکایت بیان کی گئی کہ یہود ونصارا نے دعویٰ کیا کہ ہم خدا کے بیٹے اور دوست ہیں، مراد حقیق فرزند ہونا نہیں بلکہ ان کا مقصد مجازی طریقے سے ایک قسم کی فضیلت اپنے لئے تراشنا ہے-"[۳]

فلسطین پہ صہیونیزم کا تاریخی دعویٰ

مندرجہ بالا نکتہ نظر پہ توجہ دیتے ہوئے جس بارے میں بیان کیا گیا، صہیونی تحریک کے قائدین نے کوشش کی کہ یہودیت میں موجود چند نظریوں کو یہودیوں کی مقدس کتاب سے جوڑتے ہوئے اپنی زیادتیوں کی وجہ تلاش کرسکیں اور سعی کی کہ دوسرے ممالک کی حکومتوں اور عوام کو ایک طرح اپنا ہمنوا بنا سکیں- من جملہ اس دعوے میں خدا کے وعدے، زمین موعود اور موروثی سرزمین کی جانب اشارہ کیا جاسکتا ہے- آگے چل کے ہر موضوع سے متعلق مختصر تفصیل اور صہیونیت کے دلائل اور اسناد پہ تنقید کے ساتھ اس مکتب کے درست یا غلط ہونے کے بارے میں گفتگو کریں گے-

الف: خدا کا وعدہ

سن ۱۸۹۷ میں سوئٹزرلینڈ میں منعقدہ صہیونی کانگریس میں فلسطین پہ یہودیوں کے تاریخی حق اور ارض موعود پہ یہودیوں کی واپسی کیلئے خدا کے وعدے کے اثبات پہ زور دیا گیا- سن ۱۸۸۲ میں سابقہ روس کے شہر بیلو میں ایک جشن کے دوران بھی یہودیوں کو ابھارا گیا تاکہ خدا کے وعدے کے اثبات اور آبائی سرزمین پہ واپسی اور خدائی وعدے کے یروشلم (فلسطین) میں پورا ہونے کیلئے کوششیں کریں- خدائی وعدے کے مطابق فلسطین کے قوم یہود سے متعلق ہونے کے اثبات میں وہ تورات کی چند آیات سے دلیل پیش کرتے ہیں جو ابراہیمؑ و یعقوبؑ کو خطاب کرتے ہوئے آئی ہیں-

نیل سے فرات تک کا نعرہ

یہ نعرہ غاصب صہیونی حکومت کی آئیڈیل سرحدوں کی جانب اشارہ ہے- دریائے نیل سے دریائے فرات تک گریٹر اسرائیل کا قیام صہیونیزم کے اہم اہداف اور آرزوؤں میں سے ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ پوری دنیا سے یہودیوں کو فلسطین لایا جائے اور اسرائیل دریائے نیل سے دریائے فرات کی وسعت تک وجود میں آئے اور وہ یہودی جو اسرائیل ہجرت کریں گے اہل نجات ہو ں گے-

سرزمین فلسطین پہ یہودیوں کی اجارہ داری کے ثابت نہ ہونے کیلئے کچھ دلائل اور وجوہات کی جانب مختصر اشارہ کیا جارہا ہے :

۱- وہ تمام وعدے جو مقدس کتاب میں ابراہیمؑ اور ان کی نسل کو دئیے گئے جن میں سے صرف یہودی ہی حضرت ابراہیمؑ کی واحد نسل نہیں ہیں-

۲-تورات میں واضح طور پہ اشارہ ہے کہ اسماعیلؑ بھی حضرت ابراہیمؑ کی نسل ہیں اور فلسطین میں سکونت رکھنے والے عرب فرزندان اسماعیلؑ سے ہیں اور ان آیات کی بنیاد پہ سرزمین فلسطین پہ یہودیوں کی اجارہ داری معتبر نہیں -

۳-معتبر تاریخی دستاویزات کے مطابق مذکورہ وعدے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کے وقت نازل کئے گئے اور اس وقت تک حضرت اسحاقؑ (یہودیوں کے جد) دنیا میں نہیں آئے تھے لہذا فلسطین پہ یہودیوں کے تاریخی حق کی کوئی صحت نہیں ہوسکتی-

۴- دوسرا بنیادی نکتہ یہ کہ پہلے تو فلسطین میں موجود اور ساکن یہودی دوسرے ممالک اور نسلوں سے آنے والے دین موسیٰؑ کے پیروکاروں کے مقابلے میں جوکہ یورپیوں کے اکسانے پہ فلسطین آئے، بالکل بھی ابراہیمؑ کی نسل سے نہیں ہوسکتے- اس طرح کہ مذکورہ بالا یہودی وقت گذرنے اور یورپ میں اپنی جائے سکونت کے اعتبار سے یقینی طور پہ حضرت ابراہیمؑ کی خالص نسل سے نہیں ہیں-[٤]

یہودی اعتقادات اور صہیونی سیاست کی خدمت

صہیونیزم کی اسناد کے طور پہ اہم ترین یہودی عقائد درج ذیل ہیں -

۳- https://lib.eshia.ir/10254/33/5.

٤ http://zionism.pchi.ir/show php?page=contents&id=19983

۱- بنیادی دعوا " خدا کی برگزیدہ قوم "

اس عقیدے کو تورات نے یہودیوں کی عقل اور انکے ضمیر کی گہرائی میں ڈالا، اور ایک یہودی انسان کی ایسی تصویر کشی کی کہ گویا بقیہ انسانوں، قوموں اور امتوں سے ممتاز اور مختلف ہے اسی تصور کی وجہ سے یہودی خود کو دنیا اور عالم انسانیت کے مالک سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے "گوییم" یعنی غیر یہود قوموں کے ساتھ جو زندگی کے قابل نہیں ہیں، جنگ اور مقابلہ کرتے ہیں کیونکہ ان کی نظر میں وہ صرف چار پائے ہیں جو یہودی قوم کی خدمت کیلئے کام کرتے ہیں![5]

وہ چیز جو یہودیوں کی نژاد پرستی کو ثابت اور اس پہ زور دیتی ہے،مشہور یہودی دانشور "ایلف ہارنفن" کی وہ تحقیق ہے جو اس نے اکیسویں صدی میں اسرائیل کی حقیقت کے بارے میں انجام دی،کہتا ہے کہ :" ہم یہودیوں کے دو نام ہیں ایک اسرائیل اور دوسرا یہود، اور اسی لفظ یہود سے " یہودا" کی وجہ تسمیہ بنی اور ان دو ناموں کا رابطہ وہی خدا سے رابطہ ہے، جس حال میں قومیں خدا سے رابطے کے بغیر صرف اپنے لئے زندگی گزار رہی ہیں لیکن ہم یہودی جن کا نام " اسرائیل" ہے، لڑنے کیلئے جیتے ہیں اور اس چیز کیلئے جس کی لوگ ہم سے توقع رکھتے ہیں لڑ رہے ہیں لہذا بہت مشکل ہے کہ انسان " اسرائیلی" یا " یہودی " بنے اور اس سے بھی زیادہ مشکل ترین یہ کہ تم کسی دوسری قوم کے بیٹے ہو-"[6]

اسی بارے میں ڈاکٹر " الشناق" ایلف ہارنفن کی گفتگو کے بارے میں کہتے ہیں: اگر ہم گہرائی اور توجہ سے گفتگو کو دیکھیں تو درج ذیل نتائج تک پہنچیں گے:

- یہودیوں کی نسل پرستانہ طبیعت جو آخر میں " خدا کی برگزیدہ قوم " کی طرف پلٹتی ہے، یہودی قوم سے مخصوص ہے اور دوسرے اس سے محروم ہیں-

-انسانیت کا مستقبل یہودی قوم کے پاس ہے اور ان کاموں پہ منحصر ہے جو وہ دوسروں کیلئے انجام دیتے ہیں

-دینی اصطلاحات، مفاہیم اور ناموں جیسے اسرائیل اور یہودا کا غلط سیاسی استعمال، اس طرح کہ ان میں کوئی خدائی رابطہ پوشیدہ ہے-

- یہودیوں کی دوسری قوموں پہ برتری کا تصور جو تلمود اور تورات سے نکلا ہے عملی طور پہ یہودی قوم کو مادی دنیا کی ملکیت کا حق دیتا ہے-

یعنی دنیا میں ایک یہودی کی عقل میں یہ تصور وجود میں آتا ہے کہ وہ سب سے برتر ہے اور اس یقین تک پہنچنے کیلئے تیار ہے تاکہ اس تلمودی حقیقت تک پہنچنے اور اس سے سیاسی فائدہ اٹھانے کا محرک بن سکے نیز عقلانیت، اسٹریٹجی اور اقتصادی لحاظ سے دوسری قوموں پہ حاکم ہونے کیلئے ایک آئیڈیل قوم کا بیرونی تصور ضروری ہے لہذا یہودی دنیا کا مرکز قرار پائیں گے اور ان کے زعم کے لحاظ سے ان کا دعوا ثابت ہوجائے گا- " خدا کی برگزیدہ قوم "- اس رو سے " نیٹن ونسٹن" اپنی کتاب " صہیونیزم اسرائیل کا دشمن " میں کہتا ہے:

اگر ہم "خدا کی برگزیدہ قوم" یا " سرزمین موعود" سے نکلے معانی کو مکمل طور پہ یہودیت کی ڈکشنری سے ہٹا دیں تو یقینا بنیاد سے ختم ہوجائے گی "- بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فلسطین میں آنے والے اور اسرائیل میں سکونت پذیر بہت کم افراد وعدہ پورا ہونے کے منتظر ہیں اور " سرزمین موعود" کیلئے توریت کے وعدوں اور بشارتوں کیلئے کوشش کررہے ہیں-[7]

خدا کی حقیقی برگزیدہ اور منتخب قوموں کی صفات قرآن کریم اور عقل سلیم کی نگاہ میں درج ذیل ہیں :

۱- یہ قوم خدا کی راہ وروش کو قبول کرے اور اس پہ عقیدہ رکھے لیکن اسی طرح جیسے انبیاء اور خدا کے رسول سے لیتے اور لوگوں تک پہنچاتے تھے-

۲- یہ قوم اس طریقہ کار پہ عمل کرے اور دوسروں کو بھی مختلف شکلوں میں اس کی جانب دعوت دے-

۳- یہ قوم خدائی طریقہ کار کو ایمان اور عقیدے کے مراحل نیز عملی میدان میں بھی مستقل کوشاں رہے-

اب اگر یہودیت کی تاریخ کو اس ذکر شدہ نکتہ نگاہ سے دیکھیں تو کیا دیکھیں گے ؟

ہم دیکھیں گے کہ یہودی ہمیشہ انبیاء کی مخالف سمت میں حرکت کرتے تھے اور ہمیشہ خدا کے رسولوں کی راہ وروش، خیرخواہوں کی نیکی کی دعوت اور اپنی پوری راہ میں ان کے مقابلے میں عاجز، ذلیل اور تمام حوادث میں ناکارہ ہونے کے ساتھ سرکش اور عقب ماندہ رہ جانے کے علاوہ ان کے آگے بڑھنے والے عظیم کارواں کی راہ میں گرتے پڑتے چلتے تھے-

کئی بار کوئی سوال کرتا ہے کہ اس قرآنی آیت کا کیا مقصد ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے :" وَ لَقَدِ اختَرناهُم عَلی عِلم العَالَمینَ، و آتینَاهُم مِنَ الآیاتِ مَا فیه بَلاَءٌ مُبینٌ» " ہم نے بنی اسرائیل کو علم و دانش کے ساتھ دنیا پہ منتخب کیا اور انہیں (موسی کے توسط سے) آیات دیں کی جن میں واضح اور روشن امتحان تھا "- شیخ رشید الخطیب کہتے ہیں،اس آیت کا مقصد کہ "ہم نے انہیں منتخب کیا ---" یعنی کہ ہم نے قوم بنی اسرائیل کو تمام اقوام میں منتخب کیا انہیں مکلف کیا تاکہ اس زمانے کی قوموں میں خدا کی دی ہوئی رسالت کیلئے قیام کریں حالانکہ خدا ان کے حالات پہ ناظر و آگاہ تھا (علیٰ علم" اور انہیں دنیا والوں پہ برتری دینے کے متعلق " قتادہ " اور " حسن "کہتے ہیں کہ (علی العالمین) سے مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے مومنین نہ صرف اپنے زمانے، بلکہ سب لوگوں اور زمانوں سے برتر اور افضل تھے ؛ جیسا کہ خدا نے بنی اسرائیل کو تورات کی ذمہ داری اٹھانے کیلئے انتخاب کیا لیکن یہودی اس مقام کے لائق نہیں تھے- (حُمِّلُوا التَّوارهَ ثُمَّ لَم یَحمِلُوها..)[8]

۲- (ارض موعود) کا حقیقی دعوا اور ان کیلئے خدائی وعدہ

---

۵ «الیهود و الصهیونیه و اسرائیل»، عبدالوهاب المسیری، ص24

٦ دکتر فاروق الشنّاق، ص ۱۹۳

۷ «الأساطیر المؤسسه للسیاسه ال إسرائیله»، رجاء جارودی (روژه گارودی)، دارالعذ العربی، ۱۹۹٦م، القاهره، ص159.

۸ سورہ جمعہ، آیت ۱۵

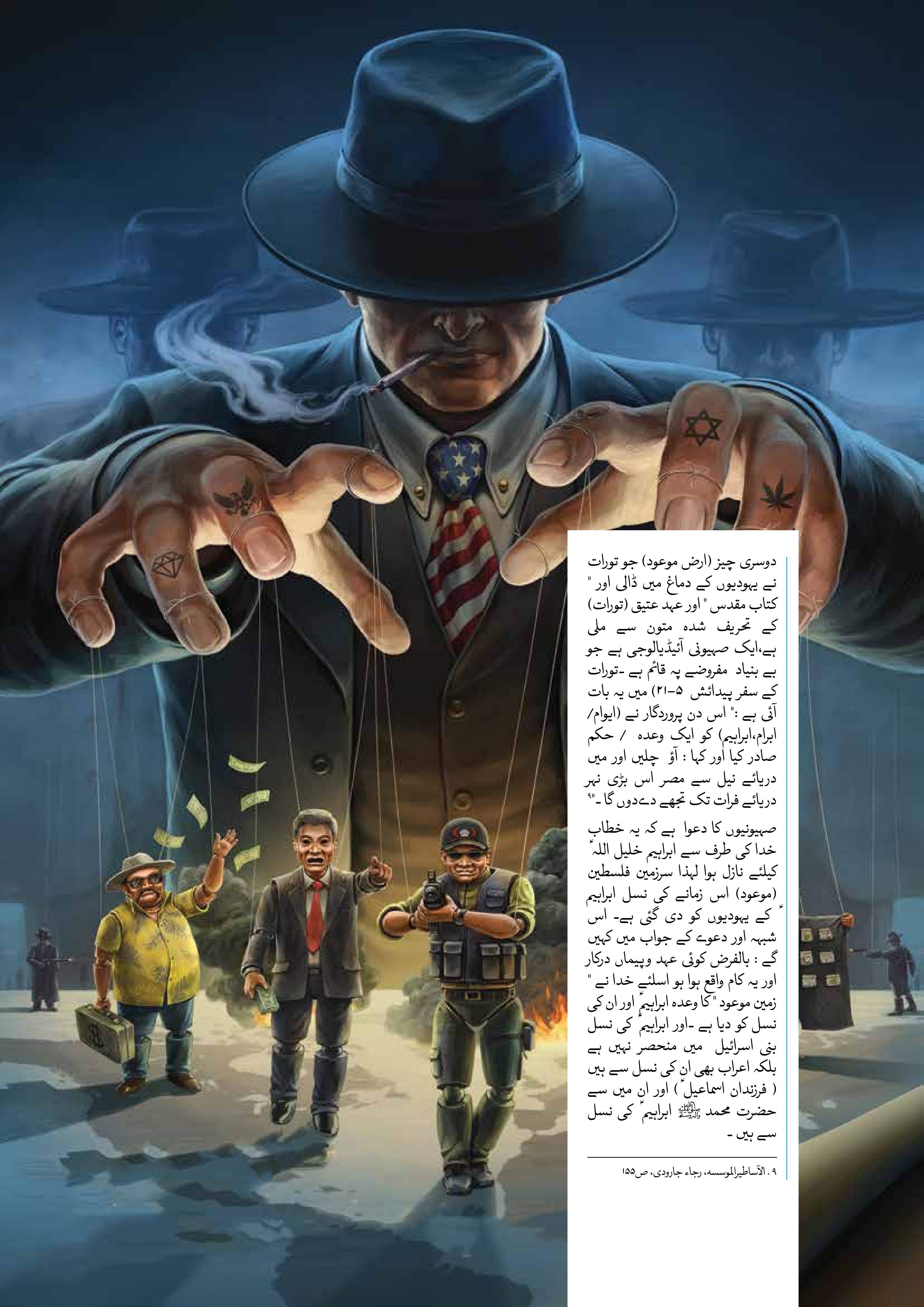

دوسری چیز (ارض موعود) جو تورات نے یہودیوں کے دماغ میں ڈالی اور " کتاب مقدس " اور عہد عتیق (تورات) کے تحریف شدہ متون سے ملی ہے،ایک صہیونی آئیڈیالوجی ہے جو بے بنیاد مفروضے پہ قائم ہے -تورات کے سفر پیدائش ۵-۲۱) میں یہ بات آئی ہے :" اس دن پروردگار نے (ایوام/ ابرام،ابراہیم) کو ایک وعدہ / حکم صادر کیا اور کہا : آؤ چلیں اور میں دریائے نیل سے مصر اس بڑی نہر دریائے فرات تک تجھے دےدوں گا -"[۹]

صہیونیوں کا دعوا ہے کہ یہ خطاب خدا کی طرف سے ابراہیم خلیل اللہؑ کیلئے نازل ہوا لہذا سرزمین فلسطین (موعود) اس زمانے کی نسل ابراہیمؑ کے یہودیوں کو دی گئی ہے- اس شبہہ اور دعوے کے جواب میں کہیں گے : بالفرض کوئی عہد وپیماں درکار اور یہ کام واقع ہوا ہو اسلئے خدا نے " زمین موعود " کا وعدہ ابراہیمؑ اور ان کی نسل کو دیا ہے -اور ابراہیمؑ کی نسل بنی اسرائیل میں منحصر نہیں ہے بلکہ اعراب بھی ان کی نسل سے ہیں (فرزندان اسماعیلؑ) اور ان میں سے حضرت محمد ﷺ ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں -

---

۹ . الآساطیرالموسسه، رجاء جارودی، ص۱۵۵

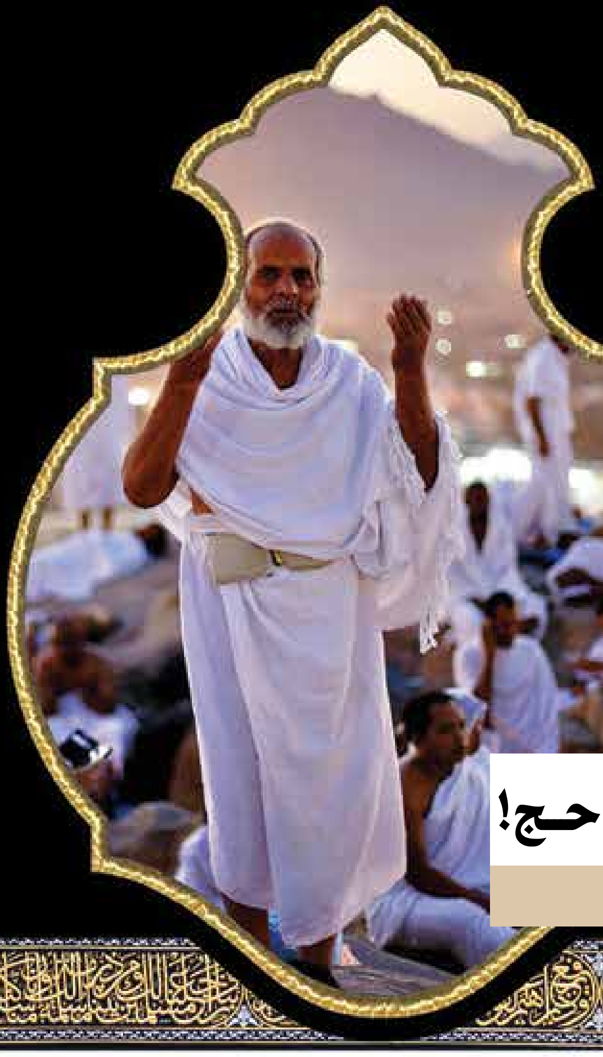

آئینی حج، وضاحتی حج!

تحریر: ڈاکٹرمحمد مہدی ایمان پور
اسلامی ثقافتی مرکز «سازمان فرہنگ و ارتباطات اسلامی» کے سربراہ

حج کے بابرکت اور روحانی ایام کی آمد نے دنیا بھر سے لاکھوں زائرین بیت اللہ الحرام کو وحی کی سرزمین میں جمع کر دیا ہے۔

حج ایک مذہبی فریضہ ہے جو اسلام سے پہلے بعض پیغمبروں نے بھی انجام دی ہے؛ حتیٰ کہ اسلام سے پہلے مشرکین مکہ بھی کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے اور ان کی اپنی روایات تھیں جن میں سے بعض کو اسلام نے مسترد کردیا۔ مسلم مفکرین نے قرآنی آیات اور احادیث کا حوالہ دے کر حج کے وجودی فلسفے کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

بلاشبہ "توحید کی حقیقت تک پہنچنا اور شرک کی نفی" ابراہیمی حج کی تشکیل کی ایک اہم ترین وجہ ہے۔ حج، مذہبی پہلو کے علاوہ، نبی ﷺ کے زمانے سے ہی بہت زیادہ اہمیت کا حامل ایک سیاسی، سماجی عبادت تھی۔ اس زمانے میں بھی حج کو ایک سیاسی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا تھا اور حج کو ایک سیاسی میدان سمجھا جارہا تھا؛ جہاں سے مسلمانوں کو دنیا بھرکی اہم خبریں ملتی تھیں اور دنیا کے حالات سے واقف ہوتے تھے۔

حج کی اس جہت کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہمیں "مسلمانوں کے معاملات سے آگاہی کی ضرورت"، "دشمن کی پہچان اور اظہار بیزاری" اور "اسلامی معاشروں کے حقائق سے آگاہی کی ضرورت" جیسے کلیدی الفاظ کا سامنا ہے۔ ایک مختصر فقرے میں ہم اسے ''وضاحتی حج'' سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ اس نقطہ نظر میں، حج محض ایک مذہبی فریضہ نہیں؛ بلکہ اس سے بالاتر ہے۔

"وضاحتی حج" کی حقیقت کیا ہے اور اس کے معانی اور مثالیں کیا ہیں؟ کچھ نکات ہیں جن پر ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے:

پہلا نکتہ: سورہ حج آیہ ۲۸ سے معلوم ہوتاہے کہ حج میں دنیوی اور اخروی دونوں منافع موجود ہیں۔قرآن پاک کی تعبیر کے مطابق اطراف عالم سے جمع ہونے والے حجاج ان روحانی و مادی فوائد کا مشاہدہ کرتے ہیں جن سے ان کے دین اور دنیا پر مثبت اثرات مترتب ہوتے ہیں۔ یہاں آکر حجاج کرام اس انسان ساز تاریخ کے مختلف ادوار کی یادگاروں کا مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اس تاریخ کے بانی حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام اور ہاجرہ گزرے ہیں۔ بے آب و گیاہ بیابان میں بچوں کا چھوڑنا، پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہ کا پریشان حال ہونا، بیٹے کو قربانی کے لیے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا، اسلامی تاریخ میں بت شکن کے وارث کی بت شکنی، فتح مکہ، تعمیر بیت اللہ وغیرہ۔

دنیوی فوائد کے اعتبار سے حج کرنے سے مالی وسعت آ جاتی ہے۔ ایک اسلامی اجتماع میں شرکت سے فکری وسعت اور

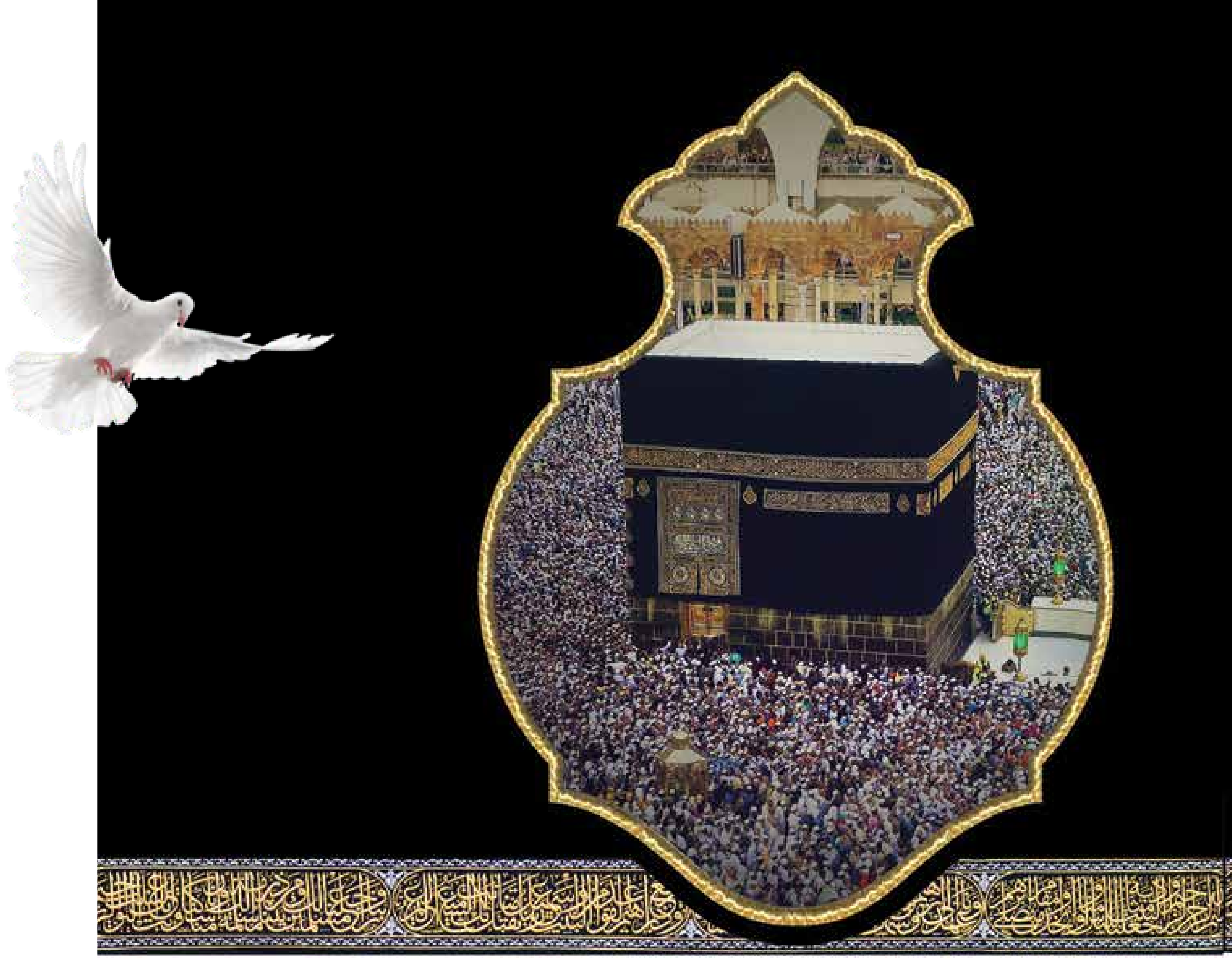

سوچ میں آفاقیت آ جاتی ہے۔ اسلامی ثقافت اور تجارت میں فروغ سے دنیاوی مفادات حاصل ہو جاتے ہیں۔

امام خمینی (رح) فلسفہ حج کے بارے میں اپنے بیانات کے ایک حصے میں فرماتے ہیں: اس اجتماع کا سیاسی نکتہ یہ ہے کہ سب سے پہلے [خدا کے گھر کے زائرین] ایک دوسرے کے حالات کے بارے میں آگاہی حاصل کریں۔ حالات کو سمجھیں، ایک دوسرے کے بھائی بنیں، ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم کریں، اپنے اپنے ملکوں کے مسائل کو مل کر ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت حل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم حج کو الٰہی تقاضوں کے مطابق بجا لاتے تو آج مسلمانوں پر جو مصیبتیں آئی ہیں وہ پیش نہ آتیں۔(صحیفہ امام، ج ۱۳، ص۳۲۵-۳۲۴)

دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ ایرانی حجاج کو چاہئے ایران میں قائم اسلامی نظام کے حقایق کو دنیا بھر کے مسلمانوں تک پہنچائیں۔ حج انقلاب اسلامی کی کامیابیوں اور ترقی سے دنیا کو آگاہ کرنے کا ایک بہترین موقع ہے؛ لہذا حج کے دوران ایرانی حجاج دنیا کے مسلمانوں کے لئے نمونہ عمل بنیں۔

امام خمینی اس بارے میں فرماتے ہیں: "آپ ایک ایسی قوم کے سفیر ہیں جس نے انقلاب کے ذریعے ایک ایسے ملک کو بچایا جو الحاد، بدعنوانی اور فساد میں غرق ہوچکا تھا، مغرب اور مشرق نواز حکومت کا تختہ الٹ کر اسلامی حکومت قائم کی، ایک ایسی قوم جس نے مغرب اور مشرق سے تنہا مقابلہ کیا اور اسلامی کے نورانی پرچم کو بلند کرکے پوری دنیا کے مظلوم عوام کو اسلام کی طرف راغب کیا۔

آخری نکتہ ''توحید اور اتحاد'' سے متعلق ہے اور حج امت اسلامیہ کو اللہ وحدہ لاشریک کے پرچم کے سائے تلے بھائی چارے اور اتحاد کا موقع فراہم کرتا ہے؛ تاکہ دشمنان اسلام کی ناپاک سازشوں کو ناکام بنایا جا سکے۔

امام خمینی اس بارے میں فرماتے ہیں: اے مسلمانو! اے مکتب توحید کے پیروکارو! اسلامی ممالک کی تمام پریشانیوں کی اصل وجہ اختلاف اور ہم آہنگی کا فقدان ہے اور آپ کی کامیابی کا راز اتحاد اور ہم آہنگی میں پوشیدہ ہے؛ لہذا ایرانی اور غیر ایرانی حجاج کرام زمان اور مکان کی شرائط کا ادراک کرتے ہوئے اسلامی اتحاد اور اقتدار کو پوری دنیا تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ دنیا کو "وفادارانہ اسلامی طرز زندگی" دکھا کر اسلامی معاشرے کی ایک قابل تقلید تصویر پیش کریں۔ بلاشبہ آپ کا یہ پیغام اسلام فوبیا کی آگ پر پانی بن کر برسے گا اور ہر قسم کی اسلام ہراسی کا خاتمہ ہوگا۔

ایران میں گزشتہ سال رونما ہونے والے واقعات پر ایک نظر
(مطالبات اور دعوئے)

تحریر: ڈاکٹر محمد ہادی فلاح زادہ

شمسی سال ۱۴۰۱(۲۰۲۲) کے آخری نصف حصے میں کچھ واقعات رونما ہوئے جن میں سے ایک، پولیس کی تحویل میں ایک خاتون کی موت تھی، اس خاتون کے وفات پانے کے بعد، کچھ ایران دشمن عناصر نے مظاہرے کرنا شروع کردیے، حکومت اور پولیس کے خلاف نعرہ بازی کی گئی، یہاں تک کہ ایک ٹولے نے نظام کے خلاف بھی ہرزہ سرائی کرنا شروع کیا۔ دوسری طرف بعض حکومتوں اور ان کے زیراثر ذرائع ابلاغ نے پرتشدد مظاہروں کی کال دی اور عوام کو نظام کے خلاف اکسانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

اس مقالے میں ان واقعات کے پس منظرکا جائزہ لیا گیا ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران ایک طویل عرصے سے امریکا اور اس کے تسلط پسندانہ نظام کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑا ہے۔

شمسی سال ۱۴۰۱ ایران بین الاقوامی سطح پر توجہ کا مرکز رہا، امریکا نے واضح طور پر اعلان کیا کہ ایران میں اسلامی حکومت کے خلاف جد وجہد ضروری ہے۔ امریکا، اسرائیل اور بعض عرب ممالک نے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ایران کے خلاف متحد ہوگئے اور ایران کو نقصان پہنچانے کی کوششیں تیز کر دیں۔ ایران پر مزید پابندیاں عائد کردی گئیں،یہاں تک سیلاب سے متاثر عوام اور بیماروں کو دوا تک نہیں دی گئی۔ پوری دنیا پر دباو ڈالا گیا کہ ایران سے تعلقات منقطع یا محدود کردیے جائیں۔ اس کے علاوہ سرحدپار اسلامی حکومت مخالف گروہ کو ہرقسم کی مالی اور سیاسی معاونت فراہم کی گئی، بیرون ملک اسلامی جمہوریہ کے مخالفین کو غیرمشروط امداد اور احکامات جاری کئے گئے۔ ایران پر ایک بار پھر جنگ مسلط کرنے کی دھمکیاں دی گئیں،جیسے کہ امریکی حکام بارہا کہہ چکے ہیں کہ تمام آپشنز میز پر ہیں۔

ایران کے حوالے سے امریکی اہداف

انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد سے لیکر اب تک امریکا مندرجہ ذیل اہداف کا تعاقب کرتا رہا ہے:

اسلامی جمہوریہ ایران پر دباؤ ڈالنا، انتظامی اور معاشی طور پر معمولات زندگی کو مفلوج کرنا، معاشرے میں عدم اطمینان پیدا کرکےعوام کوحکومت کے خلاف مظاہروں پر مجبور کرنا؛

اسلامی جمہوریہ ایران کی آزاد پالیسی کے خلاف تبلیغات کرنا؛ تاکہ ایران اپنی مرضی سے کوئی پالیسی مرتب نہ کرسکے، کوئی اپنا سیاسی اور علمی نقطہ نظر نہ رکھے؛

خطے میں اسلامی جمہوریہ ایران کے اثر و رسوخ کو کم کرنا؛

عوام میں بے چینی پھیلاکر حکومت کی حمایت سے دستبردار کرانا؛

حکومت اور اسلامی نظام کی مقبولیت میں کمی لانا؛

ملک کو اندرونی طور کمزور کرنا؛

فرقہ واریت پھیلانا؛

قوم پرستی ----

ان مقاصد کے حصول کے لیے امریکی اقدامات

امریکی حکام نے ان اہداف کے حصول کے لیے، وسیع پیمانے پراقدامات کیے جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے:

مختلف طریقوں کا مجموعہ (معاشی بائیکاٹ، نفسیاتی تبلیغات، سماجی فسادات، سفارتی اور بین الاقوامی دباؤ)؛

زیادہ سے زیادہ پابندیاں؛

ایران کو خطے اور بین الاقوامی سطح پرتنہا کرنا؛

ایران کے ساتھ تعاون کرنے پر ملکوں، حکومتوں، کمپنیوں، اقتصادی اور مالیاتی اداروں، بینکوں، نقل و حمل، ٹیکنالوجی اور صنعتی کارخانوں کو دھمکیاں دینا؛

ایران کے ساتھ تعلقات رکھنے والے ہرملک اور برادری پر پابندی عائد کرنا؛

عالمی خبررساں اداروں کو ایران کے خلاف منفی تبلیغات پر مجبور کرنا؛

مذہبی، نسلی، قوم پرست دہشت گرد گروہوں کا استعمال؛

علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر ایران کے ساتھ منسلک حکومتوں پر دباؤ؛

دشمن بخوبی جانتا ہے کہ ایران کی طاقت اس کے عوام، عقائد، ہم آہنگی، قومی تشخص، مذہب اور ایک عظیم قیادت پرمنحصرہے، اس لیے لوگوں کے اذہان، عقائد، نظریے، خیالات اور رجحانات کو تبدیل کرنے کی کوششیں ان کے ایجنڈے میں شامل ہیں اور وہ ان مقاصد کو درج ذیل طریقوں سے حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے:

– تعلیم یافتہ اور طاقتور قیادت کی موجودگی، جومغرب کے ناپاک منصوبوں کو ایک اشارے کے ذریعے خاک میں ملاتی ہے؛

– داخلی اور بین الاقوامی سطح پر اسلامی جمہوریہ کا اقتدار؛

– اسلامی اصولوں، قوانین اور قومی ثقافت سے عوام کا عشق؛

– ایران کی علمی طاقت (دنیا میں ۱۷ واں سائنسی درجہ)؛

– ملک میں مذہبی ثقافت کا غلبہ؛

– معاشرے میں مزاحمت، سختی اور مشکلات کو برداشت کرنے کی صلاحیت؛

– دنیا کے ساتھ تعامل اور تعاون کی صلاحیت؛

– امریکی دباؤ کے باوجود لوگوں کی سماجی حمایت کو برقرار رکھنا؛

– لوگوں کو مشتعل کرنے کے لیے مغرب کے بڑے پیمانے پر اقدامات کے باوجود ملک میں سیاسی استحکام، سلامتی اور امن کو برقرار رکھنا؛

– بڑے پیمانے پر خطرات اور مغربی دباؤ کے خلاف مقابلہ کرنے کی توانائی؛

– سخت پابندیوں کے باوجود کسی کے سامنے سرنہ جھکانا۔

عالم اسلام سے توقعات

اسلامی جمہوریہ ایران سمیت اسلامی ممالک میں موجود مخالف اسلام مخالف گروہوں کی پہچان ضروری ہے۔ عالم اسلام کو چاہئے کہ اسلامی جمہوریہ کے مخالفین اور ان کے مطالبات کو صحیح طور پر جانیں اور اگر ان کے مطالبات دینی بنیادوں سے مطابقت نہ رکھتے ہوں تو پہلے مرحلے میں ان کا ساتھ نہ دیں اور اگلے مرحلے میں دین مخالف کاموں کی کھل کر مذمت کریں۔ دوسری طرف اپنےموقف اور عمل میں سماجی اور سیاسی ہم آہنگی کو تقویت دے کر بہتان تراشی اور بے جا الزامات سے اجتناب کریں۔

نوجوان نسل پر خصوصی توجہ دی جائے اور انہیں امت اسلامیہ اور اسلامی ممالک کے خلاف استعمار کی سازشوں سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں؛ ایران میں مختلف سماجی گروہوں کے ساتھ رابطے کو مضبوط بنانے کے لیے نئے مواصلاتی طریقہ کار پرغور کیا جائے اور مذہب مخالف عناصر سے دوری اختیار کی جائے۔

دین اور اسلامی جمہوریہ کے دشمنوں کے کھیل میں پڑنے سے بچا جائے؛ دشمنوں کی منصوبہ بندی پر توجہ دی جائے اور ایسی کارکردگی سے اجتناب کریں جو دشمنان اسلام کی تسکین کا باعث بنتی ہے۔

یقیناً اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، اسلامی تہذیب مغربی تہذیب پر غلبہ حاصل کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے اور وہ دن دور نہیں کہ پوری دنیا میں اسلامی تہذیب کا راج ہوگا۔

اسلامی معاشرے کی
سڑکوں پر ہونے والے
فسادات کی حقیقت

القدس اور فلسطین امام خمینی قدس سرہ
اور رہبر انقلاب مد ظلہ العالی کی نظر میں

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة بإذن الله والله مع الصابرين (البقرہ ۲۴۹)

مؤلف : محمد شفیعی نیا
بعثہ رہبر انقلاب علمی بورڈ کے رکن

ابراہیمی حج کا احیاء اور حج کا حقیقی فلسفہ جسے قرآن مجید میں "قیاما للناس " کہا گیا ، نیز برائت از مشرکین پر زور جو کہ حج کی روح اور اس کے مناسک کا جزو لاینفک ہے، مظلوموں اور محروموں کی فریاد رسی اور مخصوصا مجرمانہ امریکی و غاصبانہ اسرائیلی انسانی حقوق کے دعویداروں کے جرائم سے پردہ اٹھانے کی لئے اسلامی دنیا کی قابلیت کا ایک نمونہ ہے۔

بلاشک حج کا عالمی اجتماع زندگی کے تمام میدانوں میں مسلمانوں کے اتحاد اور دینی روش کا کامل مظہر ہے۔حج کی طرح کوئی عبادت اور مناسک نہیں کہ امت اسلامیہ کی متحد طاقت کو اسلامی اقدار کے احیاء اور مشکلات و دیرینہ دشمنوں سے مقابلے کیلئے تیار کرے۔دوسری جانب یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ حقیقی وحدت اور اسلامی اتحاد کے داعی وہی مخلص مومنین ہیں جو انفرادی عبادت اور ریاضت کے ساتھ جان و مال سے جہاد کو اپنا ہمیشگی طریقہ قرار دیتے ہوئے دشمن کی کمیت وکیفیت سے ہراساں نہیں ہیں۔

اس سال حج اپنی بے پناہ اہمیت اور حساسیت کی وجہ سے خاص اور کئی گنا اہمیت کا حامل ہے۔خانہ خدا کے زائرین کی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں وسیع اور بے خوف وخطر موجودگی اور غاصب امریکہ و اسرائیل کے مقابلے میں اسلامی مقاومت کی مسلسل کامیابی نیز اسلامی جمہوریہ

ایران پہ ان کی ظالمانہ پابندیوں کی ناکامی کے علاوہ عراق ،شام،لبنان ،یمن کو شکست دینے میں ناکامی اور دوسری جانب اسلامی حکومتوں کے درمیان سیاسی روابط کے آغاز اور اس کے مثبت آثار نے علاقے میں امید کی کرن پیدا کرنے کے علاوہ امت اسلامیہ میں زیادہ سے زیادہ وحدت کے ساتھ ان کے دشمنوں کو ناامید اور ان کی سازشوں کو ناکام کرنے کے علاوہ بہتر مستقبل اور مسلمان ممالک کے درمیان وسیع تعاون کی نوید دے رہی ہے۔

اس مختصر وقت میں کوشش کی گئی ہے کہ اس یادداشت میں موجود منابع سے استفادہ کرتے ہوئے اسلامی انقلاب کے رہنماؤں کا موقف مختصرا بیان کیا جائے ،لیکن حق مطلب کا تقاضا ہے کہ کسی اور وقت مقاومت کے حقیقی رہنماؤں اور حامیوں کی نظر سے فلسطین اور اسکے مستقبل کے موضوع کو القدس کی مرکزیت کے ساتھ بیان کیا جائے۔

قدس اور فلسطین امام خمینیؒ کی نظر میں

فلسطین کے مسئلے کے بارے میں امام خمینیؒ کا پہلا باضابطہ موقف ،پہلوی حکومت کے مقابلے میں آپ کی سیاسی جدوجہد کے ساتھ اور اس رژیم کی اسرائیل کے ساتھ تیل کی فروخت پہ پابندی اور ساتھ ہی اسلامی و عرب ممالک کے ساتھ قطع تعلق کے وقت ہی سامنے آگیا تھا۔

امامؒ نےستم شاہی نظام کے عروج میں اس حکومت اور اسرائیل کے خفیہ رابطوں کو بے نقاب کیا اور اسلامی دنیا کیلئے اسرائیل کے خطرے کو نہایت سنجیدہ اور مسلسل طریقے سے زیرنظر رکھا۔ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی مختلف زاویوں سے مسلمانوں کی اسرائیل مخالف تحریکوں میں شدت کا باعث بنی اور فلسطینی مجاہدانہ تحریکوں میں تبدیلی لائی۔اسرائیل کے ساتھ شاہ کے خفیہ اور آشکارا رابطوں کا افشاء اور مسلمانوں کے مشترک دشمن کو شاہی حکومت کی مدد کی مخالفت کی فکر نے ہی امام خمینی کے قیام کی راہ ہموار کی جس کے بارے میں آپ خود فرماتے ہیں:

" جس چیز نے ہمیں شاہ کے مقابل لاکھڑا کیا ہے وہ اسرائیل کی مدد ہے۔میں نے ہمیشہ اپنی گفتگو میں کہا ہے کہ شاہ نے اسرائیل کے وجود میں آتے ہی اس سے تعاون شروع کیا ہے اور جس وقت مسلمانوں اور اسرائیل کے درمیان جنگ اپنے عروج پہ تھی ۔شاہ نے مسلمانوں سے متعلق تیل پہ قبضہ کرکے اسے اسرائیل کو فراہم کیا اور یہ بات خود شاہ سے میرے اختلاف کی وجہ رہی ہے" (صحیفہ امام ؛جلد ۵،صفحہ ۱۸۷)

شاہ اور اسرائیل کے مقابلے پہ امام کا ایک مضبوط سیاسی مؤقف ، جیل سے رہائی کے بعد مسجد اعظم قم میں ان کی مشہور تقریر تھی۔انہوں نے اس تقریر میں شاہ کو اسرائیل کے ساتھ فوجی اور تجارتی روابط بڑھانے پہ خبردار کرنے کے ساتھ اس کے نقصان دہ ہونے پہ زور دیا اور اس تقریر کے کچھ حصے میں امامؒ نے اس طرح آواز بلند کی:

"اے دنیا کے لوگو جان لو کہ ہماری قوم اسرائیل کے ساتھ معاہدے کی مخالف ہے۔نہ ہمارا دین اور نہ ہی ہمارے علماء ۔ہمارے دین کا تقاضا ہے کہ اسلام دشمن کے ساتھ متفق نہ ہو،ہماراقرآن یہ کہتا کہ مسلمانوں کی صف کے مقابلے میں اسلام دشمنوں کے ساتھ ہم پیمان نہ ہوں ---؟"

اسی طرح امامؒ نے مسلمانوں کیلئے اسرائیل کے خطرے کو شرعی حکم کے طور پہ صادر کیا اور مبلغین اور نوحہ خوانوں کو نصیحت کی کہ اسرائیل اور اس کے کارندوں کے خطرے کو سب جگہ مسلمانوں تک پہنچائیں اور اس بارے میں خاموشی اختیار کرنا ظالم حکومت اور اسلام کے دشمنوں کی مدد اعلان کیا،اس طرح آپ نے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن اسرائیل سے مقابلے کو اپنی جدوجہد کے اہداف میں سرفہرست قرار دیتے ہوئے اسرائیلی کارندوں کے ہاتھوں اپنی شہادت کی تیاری کا اعلان کیا۔

محرم سن ۱۹۶۶ میں ۵ جون ۱۹۶۵ کے واقعے کی شہادت کی برسی کی مناسبت سے آپ نے عظیم ایران کی اسرائیل کے مقابلے میں حمایت کو ایران جیسی قدیم تہذیب کیلئے باعث ننگ وعار قرار دیااور اسرائیل کے مقابلے میں مسلمانوں کی وحدت کا مطالبہ کیا۔کیپیٹلائزیشن کی مخالفت میں آپ نے اپنے اعلامیے میں امریکہ اور اسرائیل کو مظلوم فلسطینی ملت کی جلاوطنی میں شریک دو ساتھی قرار دیتے ہوئے ایرانی مارکیٹ پہ ان دونوں کے قبضے کیلئے افسوس کا اظہارکیا۔

نو اکتوبر ۱۹۷۸کو امام نے اسرائیل کو سرطان سے تشبیہ دی اور ہرمسلمان پہ اسرائیل کے مقابلے میں مسلح ہونے کو لازم قرار دیا۔نومبر ۱۹۷۸ میں امام نے ایسوسئیٹڈ پریس سے انٹرویو میں کیمپ ڈیوڈ معاہدے کو فلسطینی اور عرب عوام کے خلاف سازش اور اسرائیلی تجاوزات کو جواز فراہم کرنے کا وسیلہ قرار دیا اور اسی خبر رساں ادارے سے دوسرے انٹرویو میں انورسادات کے اقدامات کی مذمت کی۔ انہوں نے لبنانی اخبار السفیر کو دئیے گئے انٹرویو میں قدس کے انجام اور اس کے واحد حل کو مسلمانوں کو اس کی واپسی قرار دیا۔

شاہ کی برطرفی اور ایران میں اسلامی نظام حکومت کے قیام نے صہیونی رژیم کو تشویش میں مبتلا کرنے کے ساتھ صہیونیوں کے توسیع پسندانہ عزائم کو حقیقت میں خطرے سے دوچار کردیا۔امام کی صہیونیت دشمنی کا عروج اور فلسطینی عوام کی حمایت ظالم صہیونیزم اور مستکبرین کے مقابلے میں یوم القدس کے تعین کی وجہ بنی۔

اسلامی امت کا اتحاد ،فلسطین کی راہ نجات

امام خمینیؒ ایک ارب مسلمانوں پر صہیونیوں کی مختصر تعداد کی حکمرانی کو ننگ و عار سمجھتے تھے اور کہتے تھے:

" وہ ممالک جن کے پاس سب کچھ ہے اور ہر قسم کی طاقت رکھتے ہیں ،کیوں اسرائیل اپنی کم تعداد کے ساتھ ان پہ اس طرح حکومت کررہا ہے؟ایسا کیوں ہونا چاہئے؟ سوائے اس کے کہ قومیں ایک دوسرے سے الگ،حکومتوں سے الگ اور حکومتیں ایک دوسرے سے جدا ہیں اور ایک ارب مسلمان تمام وسائل کے باوجود بیٹھے ہیں اور اسرائیل لبنان اور فلسطین پہ یہ مظالم کررہا ہے"-(صحیفہ امام،جلد ۱۰،صفحہ ۴۱۷-۴۱۸)

امام خمینیؒ نے اسرائیل کے مقابل مسلمانوں کے اتحاد پہ زور دیتے ہوئے یہ مشہور بات کہی کہ:

" میرے لئے ایک چیز معمہ ہے اور وہ یہ کہ تمام اسلامی حکومتیں اور قومیں جانتی ہیں کہ یہ تکلیف کیسی ہے کہ غیروں کے ہاتھ انہیں جدا کرنے کیلئے ان کے درمیان ہیں ،وہ دیکھ رہے ہیں کہ اس تفرقے سے نابودی اور سستی انہیں نصیب ہوگی ،دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کے سامنے ایک نام نہاد صہیونی حکومت کھڑی ہے کہ اگر مسلمان متحد ہوجائیں اور ان میں سے ہرایک پانی کی بالٹی اسرائیل پہ ڈال دے تو یہ سیلاب اسے بہا لے جائے گا-"(صحیفہ امام جلد ۹،صفحہ ۲۷۴)

جب سن ۱۹۷۳ میں جنگ کی آگ بھڑکی ،امامؒ نے اس وقت ایک بیان کے ذریعے قوموں کو ایستادگی پہ آمادہ کیا اور اس بیان کے وسط میں آیہ کریمہ"واقتلوھم من حیث ثقفتموھم و اخرجوھم من حیث اخرجوکم و الفتنۃ اشد من القتل " تحریر کی اور آگے چل کے فرمایا" دنیا کے تمام حریت پسندوں کی ذمہ داری ہے کہ ملت اسلامیہ کے ساتھ ہم آواز ہو کے اسرائیل کی غیر انسانی زیادتیوں کی مذمت کریں-اسلامی احکامات پہ عمل کرکے فتح و کامیابی اسلامی دنیا کو نصیب ہوگی-

امام ۴جون کے قیام کی برسی کے موقع پر فرماتے ہیں:"مسلمان علماء کی ذمہ داری کہ اسلام کے مسلمہ احکام کا دفاع کریں،اسلامی ممالک کے استقلال کی پشت پناہی کریں، ظلم و ستم سے اظہار نفرت کریں--- ہم ہرحال میں اسلام کے دفاع اور اسلامی ممالک اور ان کی آزادی کے دفاع کیلئے تیار ہیں-ہمارا مطمع نظر اسلامی ہے،مسلمانوں کی وحدت ہے،اسلامی ممالک کا اتحاد ہے ،تمام اسلامی فرقوں کے ساتھ دنیا کے تمام حصوں میں اشتراک ہے،صیہیونزم ،اسرائیل اور استعمار طلب حکومتوں کے مقابل تمام اسلامی حکومتوں کے ساتھ ہم عہدی ہے-"(صحیفہ امام ،جلد ۱،صفحہ ۳۳۶،۳۰۰،۲۳۰،۲۴۸،۲۴۶)

اسلامی دنیا کے مواقع اور صلاحیتوں کا استعمال

ماہ رمضان المبارک کے آخری جمعے کو عالمی یوم القدس قرار دینا امام خمینیؒ کے آگاہانہ نقطہ نظر کا ایک نمونہ ہے-

" میں تمام مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں سے یہ چاہتا ہوں کہ اس غاصب اور اس کے مددگاروں کے ہاتھوں کو کاٹنے کیلئے ایک دوسرے سے تعاون کریں اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو دعوت دیتا ہوں ،ماہ رمضان المبارک کا آخری جمعہ جو ایام قدر میں سے ہے اور فلسطین کے مستقبل کا فیصلہ کن دن بھی ہوسکتا ہے، یوم القدس کے طور پہ منتخب اور بین الاقوامی اجتماعات کے ذریعے اس دن مسلمانوں کے قانونی حقوق کی حمایت کا اعلان کریں-" قدس کا مسئلہ کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے اور کسی خاص ملک سے مربوط یا عصر حاضر میں صرف مسلمانوں سے مخصوص نہیں ہے،بلکہ دنیا بھر کے موحدین اور ماضی،حال اور مستقبل کے مومنین کیلئے ایک حادثہ ہے-

یوم القدس ایک عالمی دن ہے--- یوم القدس، اسلام کا دن ہے-یوم القدس وہ دن ہے جس دن اسلام کو زندہ کیا جانا چاہئے- یوم القدس جو شب قدر کے نزدیک ہے ضروری ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اسے زندہ کیا جائے اور ان کی بیداری اور ہوشیاری کی بنیاد قرار پائے تاکہ تاریخ کے دوران خاص طور پہ گذشتہ صدیوں میں کی گئی غفلتوں سے باہر نکلیں-(صحیفہ نور، جلد ۸،صفحہ ۲۲۹)

اور اسی طرح امامؒ نے اپنے وصیت نامے میں بھی فلسطین کو فراموش نہیں کیا اور صہیونیزم کے خلاف اپنی جدوجہد کے آغاز کے دنوں کی طرح موقف اختیار کرتے ہوئے امریکہ اور عالمی صہیونیزم کو ذاتا حکومتی دہشتگردی سے تعبیر کیا اور "گریٹر اسرائیل" کو احمقانہ خیال قرار دیا-انہیں عالم اسلام کا واحد رہنما کہا جاسکتا ہے جو مسئلہ فلسطین کا واحد حل اسرائیل کی نابودی اور جہاد و مقابلے کے ذریعے فلسطین کی آزادی کو سمجھتے تھے اور انقلاب سے پہلے اور بعد میں اپنی جدوجہد کے دوران ایک لمحہ بھی اس بات سے غافل نہ ہوئے اور نہ ہی اپنے قدم پیچھے ہٹائے-

امام خامنہ ای مد ظلہ العالی کی نظر میں قدس اور فلسطین

فلسطین اور امریکہ و غاصب اسرائیل کے زیر ستم واقع دیگر مظلوم قوموں کا دفاع امام خمینی کے سیاسی افکار کی روشنی اور دائرہ کار میں وسیع اور منظم طور پہ خاص طور پہ مغربی ایشیاء میں رہبر انقلاب اور عظیم شہید حاج قاسم کی مقتدرانہ موجودگی اور شرپسند دشمن سے میدان میں ایک جنرل کے طور پہ دوبدو

نے مزاحمت کے محور کو علاقے کے ایک اہم اور بنیادی مؤثر کھلاڑی اورعلاقے کے مستقبل میں مستقل مقام دے دیا ہے۔ یہاں تک کہ اس وقت سب یہ قبول کرتے ہیں کہ علاقے میں مزاحمت کی تحریک کو نادیدہ سمجھنے کا کوئی امکان موجود نہیں اور ان سب فیصلہ کن علاقائی معاملات اور معاملات کا نقشہ اس کے مطابق بنایا جائے۔

فلسطین ہر فرقے اور عقیدے کے ساتھ اسلامی امت کے اتحاد اور یک دلی کا محور،اسلامی دنیا کی عظیم آرزو،جعلی صہیونی حکومت کے چنگال سے قدس شریف اور مظلوم فلسطینی قوم کی آزادی، تمام اسلامی حکومتیں اور اقوام اور ہر وہ حکومت جو انسانیت کی حمایت دعویدار ہے ،فلسطینی عوام کے حقوق کے دفاع کی ذمہ دار ہیں۔ لیکن فلسطین کی تعمیر نو کیلئے اسلامی حکومتوں اور مسلمانوں کی ذمہ داری زیادہ سنگین ہے۔

√ رہبر معظم انقلاب؛ اسلامی جمہوریہ ایران کو اس تحریک کا محور اور قائد سمجھتے ہیں،ان کا عقیدہ ہے کہ بنیادی طور پہ امریکہ کی ایران سے دشمنی اسی نکتہ کی وجہ سے ہے ۔" اسلامی جمہوریہ نے ظالم عالمی نظام کو چیلنج کیا، ہماری مخالفت کی وجہ بھی یہی ہے۔"

√ فلسطینی قیام کی پشت پناہی صرف اخلاقی ،سیاسی اور مالی حمایت تک محدود نہیں ہے بلکہ صہیونی غاصب حکومت سے جہاد کیلئے فلسطینیوں کی بلا واسطہ حمایت ضروری ہے۔

√ فلسطینی سرزمین عالم اسلام کا قلب ہے اور استکباری دنیا چاہتی کہ وہاں اسلام کو ختم کرکے اسلامی دنیا پہ دباؤ ڈالے اور اسلامی تحریکوں کی ممانعت کرے۔ غاصب صہیونی حکومت استکبار کی جانشین اور اسلامی دنیا کے اس حصے میں امریکی مفادات کی محافظ ہے اور ان کے جھوٹے اور خباثت آمیز پروپیگنڈے قوموں کو فریب نہیں دے سکیں گے۔

√ امریکہ اور مغرب نے بارہا ثابت کیا ہے کہ حتیٰ وہ تسلیم ہوجانے والوں پہ بھی رحم نہیں کرتے اور جیسے ہی تعاون کرنے والوں کی ایکسپائری ڈیٹ آجاتی ہے آسانی سے انہیں دور پھینک دیتے ہیں۔دوسرے افراد دشمن کی طاقت ثابت کرنا چاہتے ہیں اور حق جو افراد کو دشمن کی مخالفت پہ ڈارتے ہیں۔ اس بات میں خطرناک مغالطہ چھپا ہے،پہلا یہ کہ وہ دشمنی جس کی مخالفت سے ایک عقلمند

انسان پرہیز کرتا ہے،وہ دشمنی ہے جس کا ہدف اس کی شخصیت ،اس کے وسیع مفادات اور خود اس کا وجود ہو،ایسی دشمنی کے مقابلے میں کھڑا ہونا انسانی عقل کا واضح حکم ہے کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ اس کے سامنے تسلیم ہوجانا قطعی نقصان ہے ،وہی احتمالی خسارہ جو اس کے مقابلے کی صورت میں ہوگا ، ذلت اور تحقیر کے علاوہ ۔

√ فلسطین اور غزہ کے لوگوں نے تاریخ میں اپنا نام مجاہد ترین ملت کے طور پہ زندہ کردیا ہے۔

√ غزہ کا مسئلہ زمین کے ایک ٹکڑے کا مسئلہ نہیں ہے،فلسطین کا مسئلہ صرف جغرافیائی نہیں ہے؛انسانیت کا مسئلہ ہے،بشریت کا مسئلہ ہے۔آج مسئلہ فلسطین انسانی اصولوں کی پابندی اور مخالفت کا معیار ہے۔آج عالم اسلام کا پہلا موضوع غزہ ہے؛ شائد کہا جائے کہ دنیائے انسانیت کا پہلا عنوان غزہ ہے،ایک پاگل کتے اور وحشی بھیڑئیے نے مظلوم انسانوں پہ حملہ کیا ہے؛ ان معصوم بچوں سے زیادہ مظلوم کون ہوسکتا ہے جو ان حملوں میں مظلومانہ طریقے سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے؟ ان ماؤں سے زیادہ مظلوم تر کون ہوگا جنھوں نے اپنی آغوش میں اپنے بچوں کو ٹکڑے ہوتے اور مرتے دیکھا؟ کافر،غاصب صہیونیزم نے یہ جرم انجام دیا ہے۔

√ جو کچھ آج صہیونیزم کے کرتا دھرتا انجام دے رہے ہیں ،ایک نسل کشی ہے،ایک عظیم تاریخی المیہ ہے۔

√ سن ۲۰۱۴ کی ۵۱روزہ جنگ میں فلسطینی گروہوں کی قابل دید مزاحمت ، ۱۹۴۸ سے مقبوضہ علاقوں اور مغربی کنارے میں رضا کارانہ انتفاضہ کا ظہور ،میزائل حملے اور ان کی جوابی حملوں کی روک تھام میں تبدیلی نے صہیونی حکومت کی داخلی اندرونی کمزوریاں نمایاں کر کے اس حکومت کے سیکیورٹی چیلنجز کو وسیع تر کردیا ہے۔

جیسا کہ امام خامنہ ای فرماتے ہیں :فلسطین آزاد ہوگا : اس میں کوئی شک نہ کیجئے۔فلسطین ضرور آزاد ہوگا اور امت اسلامیہ اور فلسطینی قوم کو واپس ملے گا---"
جیسا کہ آسمانی کتاب قرآن میں ارشاد ہے ضرور ایک دن دنیا کمزور کردیئے گئے لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی۔
وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ / قصص آیه ۵ “

آج اس قرآنی حقیقت کو دنیا نے بھی باور کرلیا ہے ۔اب دنیا کے مظلوموں مخصوصا فلسطین کی آواز صرف مشرق وسطیٰ میں نہیں سنی جارہی ۔ یہاں تک کہ ہم یورپی ممالک اور غیر یورپی میں غیر مسلم افراد کے ذریعے بھی قدس کی حمایت دیکھ رہے ہیں۔مسلمان پہلے سے آگاہ تر ہو کے یک قطبی نظام کی حامی غاصب صہیونی حکومت کی ہڈیاں ٹوٹنے کی آواز سن رہے ہیں۔

فلسطین آزاد ہوگا؛ اس بات میں کوئی شک نہ کیجئے ۔فلسطین قطعا آزاد ہوگا اور لوگوں کو ملے گا اور وہاں فلسطینی حکومت بنے گی؛اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے۔

ثقافت اور ثقافتی تبادلے میں حج کا کردار

حج امت اسلامیہ کا مشترکہ ثقافتی ورثہ ہے جو سالانہ دنیا بھر سے لاکھوں مسلمانوں کو ایک ہی جگہ اکٹھا کرتا ہے۔

تحریر: حافظ نجفی۔ (حج و زیارت کے تحقیقاتی ادارے کا رکن)

ثقافت؛ علم، ادب اور تعلیم و تربیت کے معنی میں آیا ہے۔ (لغتنامه دهخدا: ج10 ص 109)؛ اس مضمون میں ثقافت سے مراد وہ عقائد، اخلاقی اقدار، زندگی کے رسم و رواج، طور طریقے، نمونے اور اصول و ضوابط ہیں جو قرآن پاک کی آیات، پیغمبراسلام ﷺ اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی سنت سے لیے گئے ہیں، اس ثقافت کی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں جہاں مسلمان بستے ہیں وہاں موجود ہے؛ کیونکہ یہ اصول و ضوابط تمام مذاہب اسلامی کے مشترکات ہیں اور مسلمان نہ صرف ان پر شب و روز عمل کرتے ہیں؛ بلکہ دنیا بھرمیں پھیلانے کا عزم بھی رکھتے ہیں۔ اسلامی ثقافت کے پھیلاؤ کے وسائل میں سے بہترین وسیلہ حج ہے؛ اگر مناسک حج، اسلامی تعلیمات کے عین مطابق انجام دیے جائیں تو بین الاقوامی سطح پراسلامی ثقافت کو ایک اعلیٰ مقام دلوایا جاسکتا ہے اور دنیا بھرکی قومیں اسلامی ثقافت اپنانے میں فخرمحسوس کرسکتی ہیں!۔

حج اہمترین مذہبی رسومات میں سے ایک ہے جس کا ایک بین الاقوامی پہلو ہے۔اسلامی مذاہب کے درمیان بہت سے احکام اور دینی مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے؛ جبکہ حج کے مناسک میں اختلاف نہ ہونے کے برابر ہے، احرام، طواف، نماز، عرفات کا وقوف، مشعرو منیٰ اور رمی وغیرہ پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور یہ مسلمانوں کےلئے اللہ کی طرف سے عطا کردہ عظیم تحفہ ہے۔

حج کا موسم اسلامی ثقافت کو پھیلانے کا سنہری موقع

اللہ تعالی نے پیغمبراسلام ﷺ کوحکم دیا کہ اسلام کی روشن تعلیمات لوگوں تک پہنچائے؛ جیسے کہ سورہ مائدہ کی آیت نمبر۶۷ میں ارشاد فرمایا: «اے رسول! جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے، اسے پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا اوراللہ آپ کو لوگوں (کے شر) سے محفوظ رکھے گا، بے شک اللہ کافروں کی رہنمائی نہیں کرتا۔»۔ اور اللہ تعالی نے لوگوں کو حکم دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں، جیسے کہ سورہ مائدہ آیت نمبر۹۲ میں ارشاد فرمایا: «االلہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنا بچاؤ کرو، پھر اگر تم نے منہ پھیر لیا تو جان لو ہمارے رسول کی ذمہ داری تو بس واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے»۔ پیغمبر اسلام ﷺ، مکہ میں اپنے تیرہ سالہ قیام کے دوران حج کے لیے مختلف علاقوں سے مکہ آنے والے قبائل کے سربراہوں، عوامی نمائندوں تک نہ صرف الٰہی احکام پہنچاتے رہے؛ بلکہ ان سے رابطے میں بھی رہے، جن کی متعدد مثالیں مورخین نے بیان کی ہیں۔(سیره ابن هشام، ج۱، ص ۴۲۲). رسول اکرم ﷺ نے آخری حج کے خطبے میں اصحاب کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرمایا: اللہ کا یہ پیغام حاضرین غائبین تک پہنچائیں:«يُبَلِّغُ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ...» (سليم بن قيس الهلالي، كتاب سليم: ج2، ص: 579 و 655)۔ رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد ائمہ علیہم السلام نے اسلامی تعلیمات کو پھیلانےکے لئے سب سے زیادہ ایام حج سے ہی فائدہ اٹھایا؛ جیسے کہ

امام علیؑ نے مکہ مکرمہ میں اپنے نمائندے قُثَّم بن عباس کو لکھا:«فَأَقِمْ لِلنَّاسِ الْحَجَّ وَ ذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ وَ اجْلِسْ لَهُمُ الْعَصْرَيْنِ فَأَفْتِ الْمُسْتَفْتِيَ وَ عَلِّمِ الْجَاهِلَ وَذَاكِرِالْعَالِمَ وَلَا يَكُنْ لَكَ إِلَى النَّاسِ سَفِيرٌ إِلَّا لِسَانُكَ وَ لَا حَاجِبٌ إِلَّا وَجْهُكَ...»(شریف رضی، نہج البلاغہ، نامہ ٦٧)؛«لوگوں کےلیے حج کے قیام کا سروسامان مہیا کرو، اور انہیں خدا کے ایام یاد دلاؤ، ان کی خاطر دن کے دونوں طرف (صبح و شام) بیٹھو، اورتم سے مسئلہ پوچھنے والوں کو مسئلے کا جواب دو، جاہلوں کو تعلیم دو، اور عقلمندوں سے تبادلہ خیال کرو۔ آپ کے اور لوگوں کے درمیان آپ کی زبان کے سوا کوئی اور سفیر نہیں ہونا چاہئے اور آپ کے چہرے کے سوا کوئی دربان نہیں ہونا چاہئے، کسی ضرورت مند کواپنی ملاقات سے محروم نہ کرنا....»۔ اسی طرح امام حسینؑ نے حج کے دوران(معاویہ کی وفات سے ایک سال قبل) عالم اسلام میں رونما ہونے والے حالات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کےلیے سات سو اصحاب رسول کو منیٰ میں جمع کیا اور معاویہ کی جانب سے صلح (امام حسن مجتبیؑ) کی شرائط کی پامالی اور یزید کے ولی عہد منتخب کرنے سے اسلامی معاشرے پر پڑنے والےمضراثرات کے بارے میں تفصیلی خطبہ دیا۔ امام حسینؑ نےخطبےمیں امیرالمومنین علیؑ کےفضائل بیان کئے، حدیث مؤاخاة، حدیث سد باب، حدیث غدیر، حدیث منزلت، ایہ مباہلہ اور سورہ برائت پڑھ کرقرآن اور اہل بیت اطہارؑ کا بھرپوردفاع کیا۔ (سلیم بن قیس الهلالي، کتاب سلیم: ج۲، ص: ۷۹۳- ۷۸۸)۔

امیرالمومنین علیؑ کی نظرمیں حج کے سفر میں کامیاب ہونے والے، وہ منتخب لوگ ہیں جو اس روحانی سفر میں انبیاء کی پیروی کرتے ہوئےہمیشہ راہ خدا پر چلنے کا عزم رکھتے ہیں؛ جیسے کہ امام کا فرمان ہے:«وَ فَرَضَ عَلَيْكُمْ حَجَّ بَيْتِهِ الْحَرَامِ...»؛« اللہ نے اپنے گھرکا حج تم پرواجب کیا، جسے لوگوں کا قبلہ بنایا، جہاں لوگ اس طرح کھینچ کرآتے ہیں؛ جس طرح پیاسے حیوان پانی کی طرف اور اس طرح دارفتگی سے بڑھتے ہیں؛ جس طرح کبوتر اپنے آشیانوں کی جانب۔ اللہ جل شانہ، نے اس کو اپنی عزت کےاعتراف کا نشان(پرچم) بنایاہے، اس نے اپنی مخلوق میں سے سننے والے لوگ چن لئے، جنھوں نے اس کی آواز پرلبیک کہی اور اس کے کلام کی تصدیق کی وہ انبیاءؑ کی جگہوں پرٹھہرے، عرش پرطواف کرنے والے فرشتوں سے مشابہت اختیار کی۔ وہ اپنی عبادت کی تجارت گاہ میں منفعتوں کو سمیٹتے ہیں اور اس کی وعدہ گاہ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں»(نہج البلاغہ، خطبہ اول، ترجمہ مفتی جعفر حسین، ص۹۲۔).

حج کے متعلق جو کچھ تحریرکیا گیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ حج مسلمانوں کے درمیان فکری میل جول، ثقافتی تبادلے اور مخلصانہ تبادلہ خیال کا بہترین ذریعہ ہے، حج بہت بڑا عالمی اجتماع ہے، جس میں دنیا بھر سے مفکرین جمع ہوکر اپنے خیالات اور اقدامات ایک دوسرے کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جس سے اعلی مذہبی اقدار کے حصول میں مدد ملتی ہے۔

مکہ اور مدینہ کی مقدس سرزمین پر قدم رکھنا ہر مسلمان کے لیے باعث فخر ہونے کے ساتھ ساتھ، حضرت آدم صفی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، اسماعیل ذبیح

اللہ، حبیب خدا محمد مصطفی ﷺ، اہل بیت اطہار علیہم السلام اور صحابہ کرام (رض) کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔

مناسک حج اور حرمت کعبہ، توحید کی نشانی اور اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہیں کہ جو اس پر عمل کرے گا وہ صراط مستقیم پرہوگا اور زندگی کی سیدھی راہ سے نہیں ہٹے گا؛ اسی وجہ سے امیر المومنین علی علیہ السلام نے حج(کعبہ) کواسلام کا پرچم کا قرار دیا ہے:«جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى لِلْإِسْلَامِ عَلَماً وَ لِلْعَائِذِينَ حَرَماً... اللہ سبحانہ اس گھرکو اسلام کا نشان(پرچم)، اور پناہ چاہنے والوں کے لئے حرم بنایا ہے۔ (نہج البلاغہ، خطبہ اول)۔ آیات و روایات میں حج اور اس عظیم اجتماع کے مخصوص اہداف بیان کیے گئے ہیں یہ عظیم اجتماع مسلمانوں کو مادی اور روحانی طور پرمختلف قسم کے فوائد کا حامل ہے۔ «و لِيَشْهَدُوا مَنافِعَ لَهُم...» (حج/ 28)؛ افکار و نظریات کا تبادلہ اور مختلف اسلامی فرقوں سے تعلق رکھنے لاکھوں پیروکاروں کا نتیجہ خیز تعامل، حج کے اہم ترین فوائد میں سے ایک ہے؛ لہذا توحید پرعقیدہ، خدائے بزرگ و برتر کی مخلصانہ عبادت، اللہ تعالی سے قرب کے ذریعے نفس و روح کو دنیاوی آلودگیوں سے پاک کرکے، کمالات کے منازل طے کرنا، برادرانہ تعامل کے نتیجے میں انسانی اقدار کا حصول، اسلامی ثقافت کی پہچان، سعادت اور علمی ترقی کے بارے میں سوچ بچار کرنا ہرمسلمان کی شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ اسلامی علوم اور جدید اسلامی تہذیب کو پوری دنیا خاص کرآنے والی نسلوں تک پہنچانا ہرمسلمان کا فرض ہے۔

حج میں دنیا بھر سے جمع ہونے والے مسلمان باہمی تعلقات، تعاملات اورتوحیدی جذبے کو مضبوط کرکے اسلامی معاشرے کو ثقافتی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی، طور طاقتور بنا سکتے ہیں۔ درحقیقت حج ایک اعلیٰ ثقافتی یونیورسٹی ہے؛ جہاں انسان کو خود سازی،امن و سلامتی، سماجی انصاف، ایثار و قربانی، نظم و ضبط ... کا کلچر سکھایا جاتا ہے؛ تاکہ وہ ان تعلیمات کو پوری دنیا تک پہنچا سکے۔ لوگوں کے درمیان رابطے،اسلامی ثقافت و تہذیب کا پھیلاؤ، تبادلہ خیال اور باہمی افہام و تفہیم، حج کے مقاصد اور فوائد میں سے ہیں؛ چنانچہ امام صادق علیہ السلام فلسفہ حج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: «فَجَعَلَ فِيهِ الِاجْتِمَاعَ مِنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لِيَتَعَارَفُوا...وَ لِتُعْرَفَ آثَارُ رَسُولِ اللَّهِ ص وَ تُعْرَفَ أَخْبَارُهُ وَ يُذْكَرَ وَ لَا يُنْسَى... (شیخ صدوق، علل الشرائع، ج۲، ص:۴۰۶) ؛اللہ تعالی نے مشرق اور مغرب کے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ مناسک حج کو انجام دینے کےلئے اکٹھے ہوں؛ تاکہ مسلمان ایک دوسرے کو پہچانیں... اور رسول اللہ ﷺ کے آثار، سنت اور احادیث کو جانیں اور فراموش نہ کریں»۔حج کے سالانہ اجتماع میں دنیا کے ہرملک سے توانمند اور قابل لوگ اپنے معاشرے کے نمائندے کے طور پر شرکت کرتے ہیں۔ اس شرکت کے فوائد میں سے ایک، ایک دوسرے کے افکار و نظریات سے واقفیت اور معلومات کی منتقلی ہے۔ اسی طرح امام رضا علیہ السلام نے حج کے فلسفے کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے دینی، اخلاقی، سماجی اور اقتصادی فوائد کی طرف اشارہ فرمایا:حج کی پابندی حجاج کو اخلاقی اور مذہبی فوائد پہنچاتی ہے اور مسلمانوں کے درمیان تعامل کو وسعت

دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے- «وَ عِلَّةُ الْحَجِّ الْوِفَادَةُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَ طَلَبُ الزِّيَادَةِ وَ الْخُرُوجُ مِنْ كُلِّ مَا اقْتَرَفَ وَ لِيَكُونَ تَائِباً مِمَّا مَضَى مُسْتَأْنِفاً لِمَا يَسْتَقْبِلُ....وَ مَنْفَعَةُ مَنْ فِي شَرْقِ الْأَرْضِ وَ غَرْبِهَا وَ مَنْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ مِمَّنْ يَحُجُّ وَ مِمَّنْ لَا يَحُجُّ مِنْ تَاجِرٍ وَ جَالِبٍ وَ بَائِعٍ وَ مُشْتَرٍ وَ كَاسِبٍ وَ مِسْكِينٍ وَ قَضَاءِ حَوَائِجِ أَهْلِ الْأَطْرَافِ وَ الْمَوَاضِعِ الْمُمْكِنِ لَهُمُ الِاجْتِمَاعُ فِيهَا كَذَلِكَ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ...» (شیخ صدوق، عیون أخبار الرضا علیه السلام، ج2، ص: 90)؛

«اور حج بجا لانے کی علتوں میں سے ایک علت یہ ہے کہ انسان اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے،اللہ سے اجرعظیم طلب کرتا ہے اوران تمام گناہوں سے مغفرت طلب کرتا ہے جیسے سے (جانے یا انجانے میں) سرزد ہوئے ہیں- ظلم، جبر، سخت دلی اور بے خوفی جیسے برے صفات سے خود کو دور کرنا، ہمشیہ یاد خدا میں رہ کر اسے فراموش نہ کرنا، خدا کے سوا کسی سے امید نہ رکھنا، اپنے اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا، اور اپنے آپ کو فساد اور ہرقسم کی برائیوں سے بچا کر رکھنا، اور ان تمام لوگوں کو فائدہ پہنچانا یا ان سے فائدہ اٹھانا جو مشرق و مغرب میں رہتے ہیں، صحرا یا سمندر میں رہتے ہیں، حج میں شرکت کرنے والے اور نہ کرنے والے، تاجروں اور سوداگروں سے ملنا، اشیا درآمد کرنے اور برآمد کرنے والوں، ضرورت مندوں، نیز آس پاس کے لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا حج کے فوائد میں سے ہیں؛ جیسا کہ آیت مبارکہ میں بیان ہوا ہے- «لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ».

مسلمانوں کو جان لینا چاہیے کہ دشمنانِ اسلام ہمیشہ اسلام کی مستند ثقافت کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے مختلف شیطانی حربے استعمال کر رہے ہیں- وہ جدید سہولتوں کو استعمال کرتے ہوئے، مغربی بےہودہ ثقافت کو پھیلانے اور اسلامی ثقافت اور اقدار کی شناخت کو کمزور کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف عمل ہیں- دشمنوں کے ان ناپاک منصوبوں سے نمٹنے کا واحد راستہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور حج کے ذریعے دنیا بھر میں اسلامی اقدار اور ثقافت کی منتقلی ہے- جس سے دنیا میں اسلام کا روشن چہرہ کھل کرسامنے آئے گا اور مسلمان ایک عظیم قوم بنےگی؛ جیسے کہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یاد رکھو کہ حج کا یہ عظیم اجتماع جو ہر سال مکہ کی مقدس سرزمین میں خداوند متعال کے حکم سے منعقد ہوتا ہے، تمام مسلم اقوام کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ اسلام کے مقدس مقاصد کو پورا کریں اور مسلمانوں کے اتحاد سے اسلامی معاشرے کی ترقی و سربلندی کے لیے کوشاں رہیں- آزادی کی راہ میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں اور استعماری کینسر کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں- مسلم اقوام کی مشکلات کا تدارک کریں اور ان کے مسائل کے حل کےلیے کسی بھی کوشش سے دریغ نہ کریں- اسلامی ممالک کے غریبوں اور ناداروں کا سوچیں-(امام خمینی، صحیفه امام، ج۲، ص: ۳۲۲)-

رہبرمعظم انقلاب اسلامی آیت اللہ خامنہ‌ای اس سلسلے میں مسلمانوں کو تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حج رموز اور اسرار سے بھری عبادت ہے- اس میں نقل و حرکت اور سکون کی خوبصورت امتزاج اور آمیزش، مسلم معاشرے کی شناخت کراتی ہے اور دنیا کی نظر میں اس

کی خوبصورتیوں کو ظاہرکرتی ہے- ایک طرف، یہ عبادت بندوں کے دلوں کو ذکر، عاجزی اور دُعا کے ذریعہ روحانی طور پر بلند کرتی ہے اور انہیں خدا کے قریب کرتی ہے تو، دوسری طرف سے، یکساں لباس اور یہ ہم آہنگ حرکات و سکنات کے ذریعے سب مسلمانوں کو جو دنیا بھرسے آکر جمع ہوتے ہیں ایک دوسرے سے جوڑ دیتی ہے اور اس کے ساتھ ہی گہرے معانی و رموز سے آراستہ تمام مناسک کے ذریعے عالم اسلام کی اعلی ترین مثال دنیا والوں کی نگاہوں کے سامنے لاتی ہے اور امت کے عزم اور عظمت کو بد نیت عوامل کے مقابل میں ظاہرکرتی ہے-(پیغام حج؛ ۱۹ جولائی ۲۰۲۱)؛

رہبرانقلاب مزید فرماتے ہیں:((دنیا بھرسےآئےہوئے مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع، دشمن کی سازشوں کو بےاثر کرتا ہے- قرآن وسنت کے دستور کے مطابق ایک صحیح اور درست حج، دلوں کو قریب کرکے اسلام اور مسلمانوں کےخلاف، دشمن کی خطرناک‌ترین سازشوں کو ناکام بنا سکتا ہے))۔(صحیفہ حج، ج ۲، ص ۲۲۲ و ۱۶۵)-

موجودہ دورمیں، پوری دنیا میں ایک ہی ثقافت جیسی تبلیغات سے اب ثقافت کو دنیا بھرکے معاشروں میں اہمیت دی جاتی ہے- ثقافت پرپہلے سے زیادہ توجہ دی جارہی ہے؛ تاکہ پوری دنیا میں ایک ہی ثقافت رائج ہو- اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ثقافت میں بھی دیگر امور کی طرح ترقی اور کمال کے منازل طے کرنے کی صلاحیت موجود ہے؛ خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ اسلامی ثقافت میں یہ صلاحیت کہیں زیادہ ہے، اگراس کو علمی اور اسلامی اصولوں کے مطابق پھیلایا جائے تو بہت جلد پوری دنیامیں راج کرسکتی ہے؛ لہذا مسلمانوں کو چاہئیے کہ اس الہی سرمائے کا خوب فائدہ اٹھائیں اور دوسروں تک پہنچانے کی بھی کوشش کریں- جیسے کہ امام صادق علیہ السلام، حج کو مسلمانوں کے ایک دوسرے سے رابطے اور اتحاد کا ذریعہ اور اس کی توانائیوں سے فائدہ نہ اٹھانے اور اس کے مادی اور روحانی اثرات کو نظر انداز کرنے کو مسلمانوں کی کمزوری کا سبب قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:((فَجَعَلَ فِيهِ الاِجْتِمَاعَ مِنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لِيَتَعَارَفُوا وَ لِيَتَرَبَّحَ كُلُّ قَوْمٍ مِنَ التِّجَارَاتِ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ وَ لِيَنْتَفِعَ بِذَلِكَ الْمُكَارِي وَ الْجَمَّالُ وَ لِتُعْرَفَ آثَارُ رَسُولِ اللَّهِ ص وَ تُعْرَفَ أَخْبَارُهُ وَ يُذْكَرَ وَ لَا يُنْسَى وَ لَوْ كَانَ كُلُّ قَوْمٍ إِنَّمَا يَتَّكِلُونَ عَلَى بِلَادِهِمْ وَ مَا فِيهَا هَلَكُوا وَ خَرِبَتِ الْبِلَادُ وَ سَقَطَ الْجَلَبُ وَ الْأَرْبَاحُ وَ عَمِيَتِ الْأَخْبَارُ وَ لَمْ يَقِفُوا عَلَى ذَلِكَ فَذَلِكَ عِلَّةُ الْحَجِّ)).(شیخ صدوق، علل الشرائع، ج۲، ص:۴۰۶)؛ ((اللہ تعالی نے مشرق سے مغرب تک تمام لوگوں پرحج فرض کیا؛ تاکہ مسلمان ایک دوسرے کو پہچان سکیں، اس سفر کے ذریعے تجارتی اورمادی فائدے حاصل کرسکیں، سواریوں والے بھی اپنے جانوروں اور کشتیوں سےاستفادہ کرسکیں- رسول اکرم ﷺ کے آثار مبارکہ سے آشنائی حاصل کریں--- اگر ہرقوم اور قبیلہ والے اپنے علاقے میں ہی رہیں اور حج کےلئے نہ نکلیں تو ہلاک ہوجائیں گے، ان کے شہرتباہ ہوجائیں گے اور ہرقسم کی تجارت اور نفع کا خاتمہ ہوگا اور رسول اکرم ﷺ اورائمہ اطہار علیہم السلام سے مروی روایات محو ہوجائیں گی اور کسی کو ان کی خبر نہیں ہو گی- یہ ہے حج واجب ہونے کا فلسفہ))-

مسئلہ فلسطین سے توجہ ہٹانے کے لئے فرقہ وارانہ فضاقائم کی گئی ہے: علامہ امین شہیدی

عالم اسلام کی مسئلہ فلسطین سے توجہ ہٹانے کے لئے خطہ کے چند ممالک میں فرقہ وارانہ فضاقائم کی گئی ہے- اسلامی جمہوریہ پاکستان بھی اس صورتحال سے متاثر ہوا ہے اورگذشتہ کئی سالوں سے مذہبی منافرت اورتعصب پھیلانے والی قوتوں کی زدمیں ہے-

مسئلہ فلسطین جوعالم اسلام کا حساس ترین موضوع ہے،کوپسِ پشت ڈالنے، عالمِ اسلام کی خواہشات کے برعکس اس کافیصلہ کرنے اوراس کے مستقل سیاسی حل کی تلاش کی کوششوں میں رخنہ ڈالنے کی غرض سے فرقہ وارانہ فضاکوقائم کیاگیا-

اس وقت عالمی سیاست کے منظرنامہ میں مسئلہ فلسطین پوری دنیاکی توجہ کامرکز بن چکاہے- اسرائیل،امریکا اوران کی ہم نوالہ و ہم پیالہ بعض عرب ریاستیں Israel Greater کے منصوبہ پرمل کر کام کررہی ہیں-

علامہ امین شہیدی کاکہنا ہے کہ خطہ عرب کے بعض پٹھو ریاستوں نےامن معاہدہ کے ذریعہ اسرائیل سےسفارتی وتجارتی تعلقات بحال کرنے کااعلان کیاہے جس کی وجہ سےفلسطین اوراس کی تحریک آزادی کےحامی ممالک شدیدغم و غصہ میں ہیں-

امت واحدہ پاکستان کےسربراہ حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمدامین شہیدی نےاس سیاسی منظرنامہ پرتفصیلی گفتگوکی جوہم اپنے محترم قارئین کی خدمت میں پیش کررہے ہیں-

سوال: فرقہ واریت کی موجودہ لہر کے پسِ پشت کون سے محرکات اور عوامل کارفرماہیں؟

■جواب: فرقہ واریت کی موجودہ لہرکا تعلق بین الاقوامی سیاسی منظرنامہ میں ہونے والی تبدیلیوں سے ہے؛چونکہ امریکا Greater Israel کےمنصوبہ پرعمل پیرا ہے؛ لہذا اس منصوبہ کی تکمیل کےلئے وہ بعض عرب پٹھو ممالک سےاسرائیل کی حیثیت منوانے میں مصروف ہے؛ دوعرب ممالک «امن معاہدہ» کے نام پراسرائیل کوقبول کرچکےہیں جبکہ باقی پٹھواسی قطارمیں کھڑے ہیں-

شیعہ سنی کا مسئلہ فلسطین پرمشترکہ مؤقف ہےاور وہ فلسطینی مسلمانوں کی جدوجہدِآزادی کی بھرپورحمایت کرتے ہیں؛اس لئےان کو آپس میں دست و گریباں کرنےکی سازش کی گئی-

پاکستان، انڈیا اور چندعرب ممالک میں فرقہ و ارانہ مسائل کوبڑھاوادیاگیاتاکہ لوگ ان مسائل میں الجھے رہیں؛ عرب ممالک با آسانی اسرائیل کوتسلیم کرلیں اور مکتبِ تشیع ان کا اصل مسئلہ اورہدف بن جائے-

بعض عرب خطبا نے اسرائیل کو اپنادوست وخیرخواہ قراردیاہے، اس سےقبل وہ برسرِمنبراہلِ تشیع کی توہین کرتےرہےہیں؛ تاکہ لوگ شیعہ برادری سےدُور اور متنفرہوجائیں- یہ سب اچانک نہیں ہوابلکہ ایک سال قبل ہی فرقہ وارانہ فضاکوہموارکرنےکاآغازہوچکاتھا-

سوال: آپ کےخیال میں مقامی طورپرفرقہ وارانہ فضا کے لئےماحول سازی میں کن عناصرنےکرداراداکیاہے؟

■جواب: کالعدم تنظیم سپاہ صحابہ کے چند عہدیدارگذشتہ کئی سالوں سےمنبرپربیٹھ کراہلِ بیت علیہم السلام کی ہرزہ سرائی میں مسلسل مصروف تھے،یہاں تک کہ ان تکفیریوں نے چندبریلوی ہمنوابھی پیداکرلئے؛اس مقصدکےلئے پیسہ باہرکا اور زبان مقامی استعمال ہورہی ہے-

قرآن حکیم میں خداتعالی کاواضح ارشادہے: وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ(اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ کمزور پڑ جاؤ اور تمہاری ہوا بگڑ جائے)اس فرقہ وارانہ ماحول سازی کےنتیجہ میں ہم نےدیکھاکہ خاتم النبیین حضرت محمدصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں توہین آمیزخاکوں کی دوبارہ اشاعت پرملک میں مسلکی وحدت نظر نہیں آئی؛ جبکہ پہلی باران خاکوں کی اشاعت پر پوراپاکستان اٹھ کھڑاہواتھا-

سوال: پاکستان میں فرقہ واریت کےذریعہ بیرونی طاقتیں کن اہداف کےحصول میں کوشاں ہیں؟

■جواب: ایک طرف اسرائیل اورامریکا کا مسئلہ فلسطین کوحسبِ منشاحل کرنے کا مقصد عرب ریاستوں کواپنے آگے گھٹنےٹیکنے پرمجبورکرناہے؛ تو دوسری جانب خطہ کےباقی ممالک کی معیشت کوکمزور کرنا ہے؛ تاکہ کوئی بھی ملک امریکا سےآنکھ ملاکربات نہ کرسکے-

پاکستان کےچین سےمضبوط اقتصادی تعلقات امریکا کے لئےبہت بڑاخطرہ ہیں؛ اس لئےامریکا نےپاکستان اورچین کےدرمیان طےپانےوالے گیم چینجرسی پیک پراجیکٹ میں سعودی حکومت کے ذریعہ شامل ہونےکی کوشش کی لیکن چین نےپاک سعودی معاہدہ میں ترامیم کےذریعہ امریکا کی یہ کوشش ناکام بنادی-

ملک کے امن وامان کوخراب کرنےکےلئےبھی فرقہ وارانہ فضابنائی گئی تاکہ اس اہم ترین پراجیکٹ سےریاستی اداروں کی توجہ ہٹ جائےاورسی پیک کونقصان پہنچایاجاسکے؛ اگرسعودی عرب اپنی شمولیت کےذریعہ امریکا مخالف لابی کےخلاف اقدامات کرےگاتوبھی اس منصوبہ پر منفی اثرات مرتب ہوں گے-

سوال: یہ تاثرکس حدتک درست ہے کہ «پیغامِ پاکستان» عملی طورپرایک غیرمفیددستاویزہے؟

■جواب: پیغام پاکستان مسلم امہ کووحدت کی دعوت دینےوالی دستاویزہے- اس دستاویزکےفروغ سےپاکستان اورمسلم امہ کو

فائدہ ہوگا،لیکن اس کی حوصلہ شکنی سے شدت پسند اور فرقہ وارانہ تعصب رکھنے والے عناصر کو تقویت حاصل ہوگی؛ اگرچہ اس دستاویز پر ملک کے جید علماء کی اکثریت نے دستخط کیے ہیں؛ لیکن ایک بڑے طبقے نے اس کے متن کو نچلی سطح تک پہنچنے نہیں دیا اور اعتراض دراعتراض کے نتیجہ میں اس کے نفاذ کو مشکلات کا شکار بنادیا؛ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اور ریاستی ادارے اس دستاویز کے پیغام کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے زمینی اقدامات کریں۔

منبر و مساجد، پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع کے ذریعہ پیغام پاکستان کی روح کو عام کیا جائے اور ہر مسلمان کو تکفیر، توہین اور ہر وہ عمل جو فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکانے کا سبب بنے، سے روکا جائے؛ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس دستاویز کی افادیت باقی نہیں رہے گی۔

سوال: پاکستان کو ایک بار پھر مذہبی انتہا پسندی کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے علمائے کرام اور مذہبی جماعتیں کیا کردار ادا کرسکتی ہیں؟

جواب: اگر مذہب کے نام پر اختلاف پیدا کیا جائے اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا جائے تو اس انتہا پسندی کو لبرل ازم اور سیکولرازم کے ذریعہ روکنا آسان نہیں ہے؛ مذہبی شدت پسندی کو روکنے کے لئے مذہب کا ہی سہارا لیا جاسکتا ہے۔

مذہب کا مثبت استعمال ضرور ہونا چاہیے؛ فرقہ وارانہ تعصب کو پروان چڑھانے والے شدت پسند افراد کے مقابلہ میں معتدل علمائے کرام کو سامنے آنا ہوگا۔

تمام مکاتبِ فکر کے علماء کو چاہیے کہ وہ منبر و محراب سے لوگوں کو صلح، امن اور باہمی محبت کا پیغام دیں اور فرقہ وارانہ شدت پسندی کے خلاف مل کر کھڑے ہوجائیں۔

مذہبی رواداری کے حوالے سے اگر علمائے کرام مشترکات پر کام کریں اور عوام الناس کو ایک دوسرے کے مقدسات کے احترام کا درس دیں تو فرقہ واریت کی مارکیٹ سجانے والوں کی دکانیں زیادہ دیر تک نہیں چلیں گی؛ کیونکہ ان کا مسئلہ پیٹ اور روٹی ہے لیکن ان کے مقابلہ میں دین کے مشترکات پر کام کرنے والوں کے پیشِ نظر دنیا و آخرت دونوں ہیں اور کامیابی انہی لوگوں کا مقدر ہے۔

جیسے جیسے انسانی معاشرہ عقل و شعور کی منزلیں طے کرتا ہوا آگے بڑھتا ہے، ویسے ویسے وہ منفی قوتوں کے ہتھکنڈوں سے ہوشیار اور بیزار ہوتا چلا جاتا ہے۔ ان تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے مثبت فکر کے حامل علمائے کرام فرقہ واریت کے جِن کو با آسانی قابو کرسکتے ہیں اور پاکستان امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

سوال: ماضی میں ریاستی عناصر اور حکومتیں ملک کے حالات بگاڑنے میں ملوث رہی ہیں، کیا اب ان کا کردار تسلی بخش ہے؟

جواب: اِس وقت پاکستان تاریخی اعتبار سے نہایت حساس موڑ پر کھڑا ہے۔ اس سے قبل افغان جنگ میں پاکستان امریکا کا اتحادی تھا، روسی افواج سے جہاد کے نام پر لاکھوں پاکستانی، قبائلی اور افغان شہریوں کو جنگ کے ایندھن کے طور پر استعمال کیا گیا۔ نتیجتًا پاکستان ترقی کی دوڑ میں کئی ممالک سے پیچھے رہ گیا۔

ماضی میں ایسی پالیسیز بنانے والے اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں۔ آج کی دنیا ایسی پالیسیز کی متحمل نہیں ہے؛ خطہ میں نئے بلاکس کی تشکیل ہورہی ہے۔ روس اور چین ساتھ کھڑے ہیں اور امریکا ان دونوں کا حریف ہے۔

ماضی میں پاکستان، روس کے مقابلہ میں امریکا کے ساتھ کھڑا تھا لیکن موجودہ سیاسی منظرنامہ یکسر تبدیل ہوچکا ہے اور خطہ کے ممالک کا جھکاؤ امریکا کی بجائے چین کی طرف ہے۔ امریکا کی مفاد پرست پالیسیوں نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ اس کے لئے پاکستان کی حیثیت محض آلہ کار کی ہے۔

سوال: مکتبِ تشیع اور تسنن کے پیروکار دشمن کے ایجنٹ اور کالی بھیڑوں کی شناخت کیسے کرسکتے ہیں؟

جواب: یہ کام بہت آسان ہے! جو گروہ بھی مسالک کے درمیان اختلاف پیدا کرکے انہیں آپس میں لڑانے کی بات کرتا ہے، وہ دشمن کا ایجنٹ ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں جو گروہ لوگوں کو اخوت اور یکجہتی کی دعوت اور ملکی سالمیت کے لئے مل کر کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے، وہ دین اور وطن دونوں کا وفادار ہے۔

دشمن کے ایجنٹ کالی بھیڑیں نہیں بلکہ کالے بھیڑیے ہیں۔ ان بھیڑیوں کی شناخت نہایت آسان ہے؛ ان کی شناخت ان کا پیٹ ہے خواہ یہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

کالعدم سپاہ صحابہ اور اس جیسی دیگر تنظیمیں گذشتہ چالیس سالوں سے لوگوں کو فرقہ وارانہ بنیاد پر لڑانے کا کام کرتی رہی ہیں۔ اپنے مخالفین پر جھوٹ باندھنا، تہمت لگانا اور ان کی کردار کشی کرنا ان تنظیموں کا بنیادی ہدف ہے۔

کرپشن، اسلام دشمنی اور ناصبیت میں یہ صفِ اول پر کھڑے ہیں۔ بنابرایں ایسے لوگوں کو اپنی صفوں سے نکالنا ہر معتدل عالمِ دین کی ذمہ داری ہے؛ ایسے لوگوں کا تعلق خواہ کسی بھی فرقہ سے ہو، ان کے اصل چہروں کو بے نقاب کرنا بے حد ضروری ہے۔

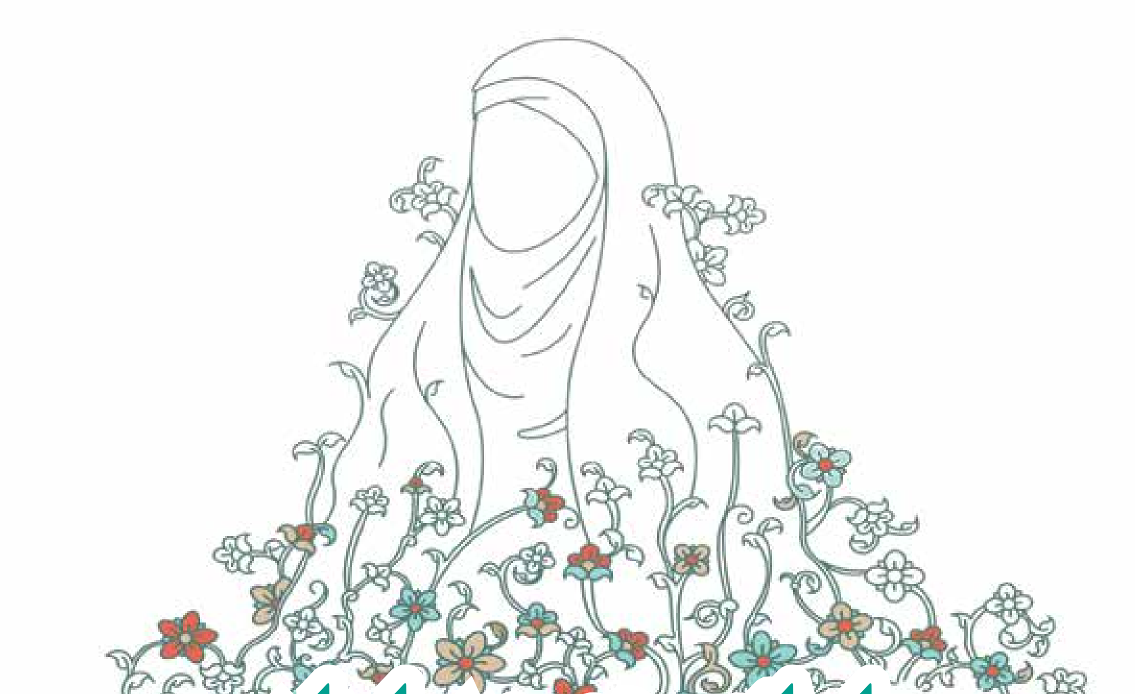

اسلامی جمہوریہ ایران میں خواتین کا مقام!

ایران میں اسلامی انقلاب کی شاندار فتح کے ۴۲ سالوں میں، سامراجی اور امریکی حمایت یافتہ حکومت کی خواہش کے برعکس خواتین نے ترقی کے منازل طے کئے، اپنے اندر عظیم صلاحتیں پیدا کیں، خاندان کو مضبوط کیا؛ جبکہ شہنشاہی حکومت نے ایرانی عورت کو بھی مغربی عورت کی طرح جنسی جذبات کا مظہر بنا دیا تھا۔ اسلامی جمہوریہ کے نظام میں جنس کا مسئلہ انسانی فضیلت کی خدمت کےلیے استعمال کیا گیا نہ کہ انسانی انحطاط اور اخلاقی زوال کے لیے؛ جیسا کہ مغربی دنیا میں رواج ہے۔

اسی بنا پراسلامی انقلاب کے بعد ایرانی مسلمان عورت پہلے خاندانی اور پھر سماجی میدان میں اپنا اصل مقام دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے۔

سامراج کے اسلام دشمن منفی تبلیغات کے باوجود، اسلامی جمہوریہ ایران میں خواتین کی ذاتی، سیاسی، سماجی، ثقافتی اور اخلاقی ترقی بالکل واضح اور روشن ہے۔ دشمن، ایران میں خواتین کی ہرشعبے میں ترقی دیکھ کر سیخ پا ہے اور پوری بے شرمی کے ساتھ اسلامی معاشرے کو تباہ کرنےکی کوششوں میں آج بھی میں مصروف ہے۔

خواتین کے حقوق اور انسانی وقار کا فروغ

خوش قسمتی سے انقلاب اسلامی کے بعد خواتین کے حقوق اور انسانی وقار کے فروغ اور خواتین کو بااختیار بنانے کے لئے تمام متعلقہ اداروں میں قوانین وضع کئے گئے اور ان قوانین پربھرپور عمل درآمد کرانے کی کوشش کی گئی؛ یہی وجہ ہے کہ دشمن کی تمام ترمنفی تبلیغات کے باوجود خواتین کے مقام و مرتبے میں کسی قسم کی کمی آنے کے بجائے خواتین کی عزت و احترام اور ترقی کے منازل طے ہوتے رہے۔ اسی بنا پر اس وقت ایک ایرانی خاتون ملک کی ترقی میں کلیدی کردار ادا کررہی ہے؛یہی وجہ ہے کہ دن بہ دن ایرانی معاشرے میں خواتین مختلف سیاسی، سماجی، اقتصادی، ثقافتی، انتظامی اور علمی میدانوں میں چمک رہی ہیں۔ ایران میں خواتین کے نام سے شائع ہونے والے سائنسی، تحقیقی، تاریخی، ادبی، سیاسی اور فنی مطبوعات سمیت مختلف کتابوں پر سرسری نظر ڈالنے سے خواتین کی اعلیٰ علمی حیثیت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ یہ پیش رفت اور ترقی تمام شعبوں میں واضح ہے۔ طب، ٹیکنالوجی اور ہنرمندانہ شعبوں میں ایرانی خواتین کی سرگرمیاں بہت متاثر کن ہیں۔ اس کے علاوہ جدید علوم سے متعلق تمام شعبوں میں خواتین اثر و رسوخ اور ترقی کا ذریعہ رہی ہیں۔

بین الاقوامی اعداد شمار سے واضح ہے کہ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد خواتین کی مختلف سماجی، علمی، سیاسی، اقتصادی اور کھیلوں کے میدانوں میں کامیاب موجودگی متاثرکن ہے۔

ایران کی کامیابی اور خوشحالی کی کنجی

ایران میں خواتین اس ملک کی ترقی اور خوشحالی کی کنجی سمجھی جاتی ہیں:» صعود چھل سالہ» چالیس سال کا عروج نامی کتاب میں انقلاب اسلامی کے چالیس سال کی کامیابیوں کا جائزہ لیا گیا ہے؛ کتاب میں انکشاف کیا گیا ہے کہ انقلاب کےبعد خواتین کی شرح خواندگی میں زبردست اضافہ ہوگیا ہے۔ انقلاب سے پہلےعلمی درسگاہوں خاص

کریونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل افراد میں صرف ۲ فیصد خواتین ہوتی تھیں، اب یہ تعداد ۵۰ فیصد تک پہنچ چکی ہے؛ یعنی خواتین اور مردوں کی تعداد برابر ہوچکی ہے- اس وقت ملک کے ابتدائی اسکولوں میں بچوں سے بچیوں کی تعداد زیادہ ہے- اب والدین اپنی بچیوں کو اسکول بھیجنے سے کسی قسم کی گھبراہٹ یا عار محسوس نہیں کرتے ہیں- بین الاقوامی اعداد و شمار کے مطابق ایران میں ۱۵ سال سے زائد عمر کی خواتین میں ناخواندگی میں کمی اور پرائمری، سیکنڈری اور یونیورسٹی میں لڑکوں کے مقابلے لڑکیوں کے تناسب میں اضافہ ہوا ہے-

کھیلوں کے میدان ایرانی خواتین

اسلامی انقلاب کےبعد کھیلوں کے میدان میں خواتین کی سرگرمیوں میں خاطرخواہ اضافہ ہوا ہے- ایرانی خواتین دنیا بھرمیں منعقد ہونے والے مختلف قسم کے کھیلوں میں شرکت کرتی ہیں- آج ایرانی مسلمان خواتین عالمی سطح پر حجاب کی رعایت کرتے ہوئے مختلف کھیلوں میں نہ صرف شرکت کرتی ہیں؛ بلکہ مختلف تمغے بھی اپنے نام کرتی ہیں- انقلاب سے پہلے ایشیائی مقابلوں میں ایرانی خواتین کے حصے میں صرف ۵ تمغے آئے تھے؛ جبکہ اب یہ تعداد بڑھ کرکے ۲۰۰ تک پہنچ چکی ہے-

ایرانی خواتین کی عمر میں اضافہ

اسلامی انقلاب سے پہلے ایران میں خواتین کی متوقع عمر کا انڈیکس ۵۷٫۶ فیصد تک پہنچ گیا تھا جو اب بڑھ کر ۷۷٫۱ فیصد ہوگیا ہے-

علمی میدان

اسلامی انقلاب سے پہلے یونیورسٹیوں کی پروفیسر شپ میں خواتین کا حصہ تقریباً ۱٪ تھا جو اب بڑھ کر ۲۱٪ ہو گیا ہے-زچہ و بچہ کے شعبے میں خواتین اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کی تعداد ۱۶ فیصد سے بڑھ کر ۹۸ فیصد ہو گئی ہے اور اس کے نتیجے میں بچے کی پیدائش کے دوران زچگی کی شرح اموات میں بھی ۹۰ فیصد کمی واقع ہوئی ہے- انقلاب سے پہلے خواتین ڈاکٹروں کی ایک قلیل تعداد(۵۹۷) تھی اب ۵۰ گنا بڑھ گئی ہے-

نشر واشاعت اور تحریر کے میدان میں بھی خواتین نے حیران کن ترقی کی ہے جیسے کہ انقلاب سے پہلے خواتین لکھاریوں کی تعداد ۱۰ سے بھی کم تھی؛ لیکن اب یہ تعداد ۴ہزار سے زیادہ ہو چکی ہے- پہلوی دور حکومت میں ملک میں خواتین پبلشرز نہیں تھیں؛ لیکن اب ملک میں تقریباً ۸۰۰ خواتین پبلشرز ہیں- اب ملک میں ۹۹ فیصد سے زیادہ خواتین پڑھی لکھی ہیں- ملک بھرمیں خواتین کے اپنے نشر و اشاعت کے ادارے ہیں- انقلاب سے پہلے ۱۹۷۱ میں صرف ۳۵ فیصد لڑکیاں اسکول جاتی تھیں؛ جبکہ اب تعداد لڑکوں کے برابر ہوچکی ہے-

خواتین کی تنظمیں اور ادارے

اسلامی انقلاب کے بعد ملک بھرمیں خواتین سے متعلق ہزاروں ادارے فعال ہیں، خواتین ثقافتی، تعلیمی، کاروباری، رفاہی اور حتیٰ کہ تحقیق نقطہ نظر کے حامل بہت سے ادارے اور مراکز چلا رہی ہیں، ان میں اور سرکاری مراکز شامل ہیں- اس وقت ایک اندازے کے مطابق ملک بھرمیں ۲ہزار ۷۰۰ خواتین کی مستقل تنظیمیں کام کررہی ہیں؛ جبکہ شہنشاہی دور حکومت میں صرف ۵ غیر سرکاری تنظیمیں سرگرم تھیں اور یہ تعداد بھی بنیادی طور پر شاہی خاندان سے منسلک تھی- ملک بھرکے سرکاری اور غیرسرکاروں اداروں میں خواتین نمایاں کردار ادا کررہی ہیں، ایک اندازے کے مطابق انقلاب سے پہلے صرف ۲ فیصد خواتین ملکی اداروں میں کام کرتی تھیں اب یہ تعداد بڑھ کر۴۰ فیصد ہوچکی ہے-

عسکری میدان میں خواتین کا کردار!

اس وقت خواتین نہ صرف عام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اداروں میں خدمات انجام دے رہی ہیں؛ بلکہ ملک کے عسکری دفاعی میدان میں بھی اہم کردار ادا کررہی ہیں- فوج اور پولیس کے اداروں میں بھی خواتین کا کردار قابل فخر ہے-

کرونا وائرس کے خلاف جنگ

ملک بھرمیں کرونا وائرس کے خلاف جنگ میں ایرانی خواتین ڈاکٹروں نے نہایت اہم خدمات اور کردار ادا کیا، ہزاروں بیماروں کے علاج معالجے میں دن رات محنت کی اور ملک کو اس مشکل سے نکالنے میں قابل فخر خدمات سرانجام دیں-

ایران میں خواتین کا مقام

اسلامی جمہوریہ کے نظام میں خواتین کا مقام اتنا بلند ہے کہ رہبر معظم فرماتے ہیں: «عورت پھول ہے، قہرمان نہیں»؛ «عورت کی سب سے اہم ذمہ داری مربی ہونا ہے- ضابطہ نسواں کا معنی خدمت گزار ہونا نہیں ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ خاندان اور شریک حیات کےلیے محفوظ، پرسکون اور مہربان ماحول فراہم کرنا ہے- خاتون دل سوز اور مہربان ہوتی ہے، وہ اپنی دلسوزی اور محبت سے خاندان کے وقار کو بلند کرتی ہے-

رہبرانقلاب نے ملک بھرکے مداحوں اور نوحہ خوانوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: مسلمان اور غیرمسلمان مغربی خواتین میں بہت فرق ہے- مغربی غیرمسلم خاتون مردوں کی جنسی تسکین کا ذریعہ ہے- مغربی خاتون میک اپ کرکے غیرمردوں کے سامنے جاکران کی جنسی خواہشات کو ابھارتی ہے- آپ نے متعدد بار سنا ہوگا کہ مغربی خواتین مختلف اداروں میں نامحرم مردوں کی ہوس کا شکار ہوتی ہیں، ان کی آبرو ریزی کی جاتی ہے- ظلم کیا جاتا ہے- یہ عام مغربی خواتین کی بات نہیں ہے؛ بلکہ ان خواتین کی بات ہے جو ان ممالک میں بڑے عہدوں پرفائز ہیں- بڑے عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود ان کی عزت محفوظ نہیں ہے-

اسلام نے خواتین کو حجاب کے ذریعے عزت بخشی ہے، اسلام خواتین کو ہرقسم کے تجاوز اور آبروریزی سے بچاتا ہے- یہ خاتون کے لئے محدویت نہیں؛ بلکہ عین آزادی ہے-

ایرانی خواتین اور اسلامی معاشرہ

مؤلف: مجتبیٰ حیدری

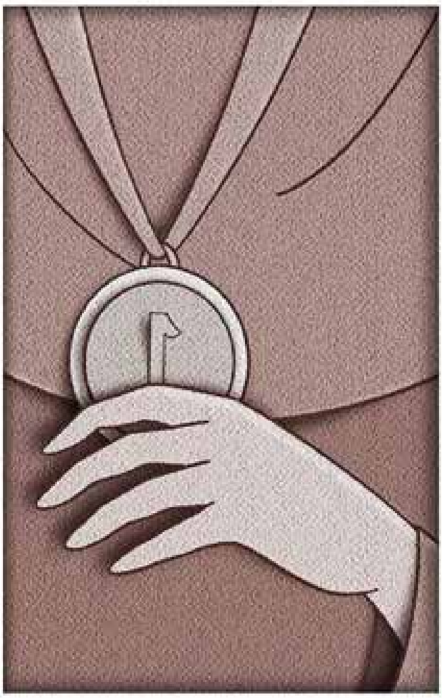

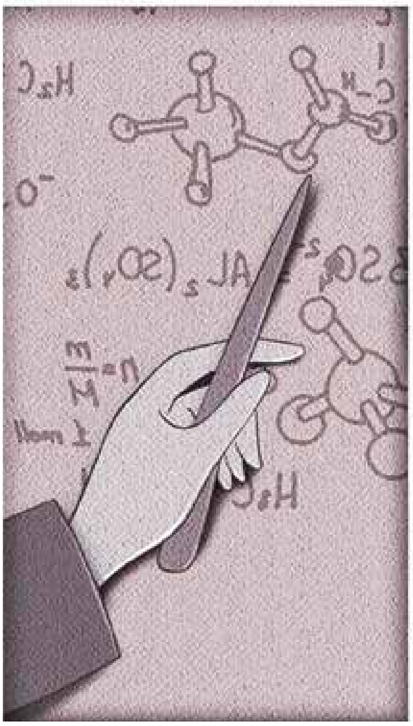

ہم جانتے ہیں کہ خواتین معاشرے کا ایک اہم حصہ ہیں جو انسانی معاشرے کی ترقی یا پسماندگی میں کردار ادا کرتی ہیں-استعمار گر اور وہ لوگ جو اپنی زندگی دوسروں کے استحصال کا نتیجہ سمجھتے ہیں اپنی تمام کوششیں خواتین سے غلط فائدے اٹھانے کیلئے استعمال کرتے ہیں جو کبھی عورتوں کی جنسی جذابیت سے فائدہ اٹھانے کی صورت میں ہے اور کبھی غلاموں کی طرح ان سے سستی مزدوری لینے میں-حیرت کی بات یہ کہ یہی طاقتور غلط فائدہ اٹھانے والے عورتوں کے ہرقسم کے زیادہ سے زیادہ استعمال کیلئے ان کے حقوق کے دفاع کا جھوٹا نعرہ بھی لگاتے ہیں -حقیقت میں عورتوں کی آزادی کا نعرہ لگا کے ان کی برہنگی اور انہیں جنسی مصنوعات میں تبدیل کرنے کی راہ پہ گامزن ہیں اور سماجی سرگرمیوں میں کم سے کم اجرت کے ساتھ اپنے کھوکھلے نعروں کے ذریعے انہیں مردوں کے برابر لانا چاہتے ہیں- جس کا نتیجہ عورتوں کی جسمانی اور جنسی غلامی کے سوا کچھ نہیں رہا ہے-اس وقت بہت سی مغربی خواتین ان بظاہر خوبصورت نعروں کے فریب میں گرفتار ہو کے خود کو غلامی، بے عدالتی اور امتیازی سلوک کی بدترین فضا میں محسوس کرتی ہیں-انہیں یہ لگتا ہے کہ فرار کا کوئی راستہ نہیں ہے اور اپنی زندگی کی

حفاظت اور کم سے کم وسائل زندگی تک رسائی کیلئے مغرب اورجدید استحصال کنندہ دنیا کی غیرقانونی خواہشوں پہ عمل کریں۔

اسلامی انقلاب کے بعد خواتین کے مقام میں پیشرفت

ایران میں اسلامی انقلاب سے قبل یہاں عورتوں کے بارے میں وہی مغربی طریقہ اپنایا جاتا تھا لیکن اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد، جس کا اہم حصہ عملی جدوجہد میں خواتین کی باشعور اور شجاعانہ موجودگی کا مرہون منت ہے ،انہوں نے ایک نئی شخصیت پائی۔ بگاڑ اور غلامی سے نکل کے انسانی عزت کا مقام حاصل کیا۔اسلامی انقلاب نے قرآن اور مکتب اہلبیتؑ کی روشنی میں معاشرے کی قیادت کیلئے خواتین کی اجتماعی موجودگی کا اہم کردار پیش کیا۔یہ قیادت عفت اور پاکدامنی کی حفاظت کے ہمراہ تھی تاکہ ان کی معاشرے میں فعالانہ موجودگی کا نتیجہ ان کاا نسانی مرتبہ ہو نہ کہ غلامانہ سوچ جسے مغرب نے ان کیلئے پیش کیا ہے۔اس طرح خواتین پاکیزہ اسلامی معاشرے میں اس مقام تک پہنچیں جو تاریخ میں کبھی انہیں فراہم نہیں کیا گیا،لڑکیاں لڑکوں کے ہم قدم اسکول گئیں اور خود کو علم کے زیور سے آراستہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق سن ۱۹۹۹ تک ایران میں خواتین کی ناخواندگی میں ۵۰ سے ۲۰ فیصد تک کمی آئی ۔اسی طرح ورلڈ اکنامک فورم کے مطابق ایران نے لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان تعلیمی مساوات رائج کرنے میں پہلی پوزیشن لی ہے۔

اسلامی انقلاب کے بعد پاکیزہ اور امتیازی سلوک کے بغیر معاشرے میں یونیورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیمی مراکز میں لڑکیوں کے داخلے کا میدان بہت زیادہ ہموار ہوا ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۷۰ کی دہائی میں کل طلبہ کی تعداد کا ۲۵ فیصد حصہ پچاس فیصد سے زیادہ لڑکیوں پہ مشتمل تھا ۔حالانکہ ہر سال اس تعداد میں اتار چڑہاؤ آرہا ہے اور عام طور پہ یونیورسٹیوں میں لڑکوں کی نسبت لڑکیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

اسلامی انقلاب نے خواتین کیلئے ایسی فضا فراہم کی تاکہ بغیر کسی رکاوٹ اور امتیازی سلوک کے صرف اپنی صلاحیت اور استعداد کے بل بوتے پہ وہ بھی شرعی حدود میں رہتے ہوئے بہت سے میدانوں میں ایسے مقامات حاصل کرسکیں جو کوئی تصور نہیں کرسکتاتھا۔

سماجی سرگرمیوں میں خواتین کی موجودگی میں روزبروز اضافہ ہوا۔ اسلامی انقلاب کے بعد خواتین نے بے شمار ثقافتی ،تربیتی ،فنی ، خیراتی اور یہاں تک کہ تحقیقاتی اداروں کی بنیاد رکھی جو حال حاضر میں کئی ہزار کی تعداد میں موجود ہیں۔ مختلف شعبوں میں غیر حکومتی اور خیراتی آرگنائزیشنز میں خواتین کی موجودگی انتہائی موثر کہی جاسکتی ہے۔ خواتین اور خاندانی امور کی صدارتی معاونت کے اعداد وشمار کے مطابق سن ۲۰۱۸ میں خواتین سے متعلق ۲۷۰۰ ادارے ملک کے مختلف صوبوں میں کام کررہے ہیں۔

اسپورٹس کا شعبہ

اسلامی انقلاب کی کامیابی کے ساتھ، ملکی اسپورٹس خاص طور پہ خواتین کے اسپورٹس کے شعبے میں بہت سی تبدیلیاں آئیں۔اسپورٹس کمپلیکس اور دوسرے انفراسٹرکچر کی فراہمی نے ملک کے دور و دراز علاقوں میں بھی عمومی طور پہ کھیلوں کی سرگرمیوں میں شرکت کی مثبت فضا فراہم کی۔موجودہ اعداد و شمار کے مطابق سن ۱۹۷۹ میں دیہات میں اسپورٹس کمپلیکس کی تعداد صرف ۵ تھی لیکن اس وقت ۴۰۰ سے زائد دیہات میں اسپورٹس کمپلیکس موجود ہیں جو کھیل کے ان میدانوں کے علاوہ ہیں جو بہت سے دیہات میں بنائے گئے ہیں۔

خواتین کے کھیل کے شعبہ جات کی تعداد ۱۹۷۸ میں صرف ۷ تھی اور ۲۰۱۴ میں ۳۸ شعبوں تک پہنچ گئی ہے۔موجودہ اعداد و شمار کی تعداد اس سے بھی کئی گنا زیادہ ہے۔خواتین اسپورٹ انسٹرکٹرز کی تعداد میں بھی بے تحاشا اضافہ ہو ا اور یہ تعداد نو سے بڑھ کر پینتیس ہزار تک بڑھ گئی ہے اور خواتین ریفریز کی تعداد بھی سات سے بڑھ کر سولہ ہزار تک پہنچ گئی ہے جو خواتین ریفریز کی تعداد میں دو ہزار گنا تک اضافہ ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد خواتین کیلئے مخصوص اسپورٹس کمپلیکسز کی تعداد ۳۰ گنا بڑھ گئی ہے۔ا س بارے میں یہ کہنا چاہئے کہ خواتین کے کھیلوں سے متعلق انفراسٹرکچر اور تنظیموں میں بیحد ترقی ہوئی ہے۔خواتین کے کھیلوں کے اسٹرکچر میں کچھ تبدیلیوں کے بعد آخرکار سن ۲۰۱۸ میں خواتین کے کھیلوں کی ترقی سے متعلق معاونت قائم ہوئی۔

تیراکی اور دوسرے انڈور گیمز ---- کیلئے خواتین کے مخصوص اسپورٹس کمپلکس کی تعمیر ان اقدامات میں سے ہیں جس کی مثال بہت سے ممالک میں موجود نہیں۔ بین الاقوامی مقابلوں میں خواتین کا چیمپئن بننا اسلامی انقلاب کی کامیابی سے ملنے والے بڑے افتخارات میں سے ہے۔

خواتین کا صحت کا شعبہ

اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد خواتین کی صحت کے شعبے میں بہت تیزی سے تبدیلی رونما ہوئی من جملہ ایرانی خواتین میں زندگی کی امید میں ۵۷/۲سال سے ۷۷/۸ سال کا اضافہ ہوا ۔خواتین کی اسپیشلسٹ ڈاکٹرز کی تعداد میں ۱۵ فیصد سے ۴۰ فیصد کا اضافہ ہوا۔ زچہ وبچہ کے شعبے میں ماہر خواتین ڈاکٹرز کی تعداد میں ۱۲ سے ۹۸ فیصد ترقی ہوئی۔اسی طرح زچگی کے دوران ماؤں کی اموات میں ۹۰فیصد کمی آئی ہے۔

سیاسی اور بین الاقوامی میدان

اہم ترین سیاسی معیار حق رائے دہی اور سیاسی مقام کا حصول ہے۔اسلامی

انقلاب کی کامیابی کے بعد خواتین نے ان دونوں حوالوں سے بے پناہ ترقی کی- ریفرنڈم ، مظاہروں اور انتخابات میں خواتین کی شرکت مردوں کے ہم قدم بلکہ ان سے بھی زیادہ وسیع پیمانے پہ تھی-اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد خواتین بہت سی خاص ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہ ہوئیں- مجلس شوارئے اسلامی-شہروں کی اسلامی شوریٰ اور دیہاتی علاقوں کی کاؤنسلز میں ان کی موجودگی اسلامی جمہوریہ میں ان کے خاص مقام کو ظاہر کرتی ہے- جبکہ پہلوی نظام میں خواتین حکومتی نظم ونسخ میں بہت کم کردار کی حامل تھیں-

ملک میں خواتین کے قانونی حقوق

۲۰۲۵ کے افق تک ایرانی ویژن کی دستاویزات میں خواتین اور گھرانے کے موضوع کو خاص توجہ دی گئی ہے-یہ تمام حقوق خواتین کی استعداد اور اسلامی قوانین کی مناسبت سے منظور کئے گئے ہیں-قانون سازی کے شعبے میں خواتین مردوں کی طرح یکساں حقوق رکھتی ہیں-ان حقوق کا نمونہ قومی اور شہری اسمبلیاں ہیں جن میں خواتین اور مرد یکساں طور پہ موجود ہیں-

فن اورثقافت کا شعبہ

پہلوی دور میں خواتین کا فن زیادہ تر جنسی اور غیر اخلاقی عنوانات تک محدود تھا ،شیراز کا آرٹ فیسٹیول فن کے حوالے سے خواتین کیلئے بے حد و حساب اخلاقی بگاڑ کا واضح نمونہ ہے- اسلامی انقلاب کے ظہور کے ساتھ ،خواتین کا فن بھی تبدیلی سے دوچار ہوا ،خواتین پردے اور اسلامی اصولوں کی پابندی کے ساتھ آرٹ کے تمام شعبوں میں فعال طور پہ موجود رہیں-بنائی گئیں فلمیں اور ڈرامے اور ان میں خواتین کی اداکاری اس مقام اور ان کی بڑھتی ہوئی موجودگی کی گواہ ہے-لڑکیوں کی بڑی تعداد یونیورسٹیوں میں آرٹ کے شعبے میں اسپیشلائزیشن کررہی ہے اور اس وقت تک سینکڑوں فن پارے خلق کرچکی ہے-نیویارک ٹائمز نے "ایرانی ناول نویس خواتین -ایران کے ستارے" نامی اپنی رپورٹ میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ایران میں لکھاری خواتین کی حیران کردینے والی ترقی کے بارے میں لکھا:

" ایران میں خواتین مصنفین کی تعداد پچھلی دہائی میں ۱۳ فیصد بڑھ چکی ہے اور تقریبا اس وقت مردوں کے برابر ہے--- سن ۱۹۷۹ کا اسلامی انقلاب ایرانی خواتین کیلئے تمام شعبوں میں اہم موڑ تھا"-

وہ فضا جو جمہوری نظام نے خواتین کے مقام کو مختلف سطحوں پہ بڑھانے کیلئے فراہم کی اس چیز سے کہیں زیادہ ہے کہ اس مقالے میں سما سکے-یہ ان حالات میں ہے کہ یہ تما م پیشرفت اور فعال موجودگی اسلامی پردے کے ساتھ رہی ہے -یہ گرانقدر تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ حجاب نہ صرف خواتین کیلئے رکاوٹ نہیں بلکہ انہیں فعال اور تعمیری سرگرمیوں کا بہتر سے بہتر اور زیادہ میدان فراہم کرتا ہے-سماجی سرگرمیوں میں خواتین کی باعفت طریقے سے شرکت جس کا ایک پاکیزہ مصداق حجاب ہے،اس بات کا باعث بنتا ہے کہ نگاہیں پہلے عورت کے جسم پہ پڑنے کے بجائے اس کی مثبت کوششوں ،صلاحیوں اور کردار پہ ہوں-یہ گرانقدر تجربہ دنیا بھر کی خواتین کیلئے نمونہ بن سکتا ہے کہ سماجی سرگرمیاں ان کا انسانی وقار متاثر نہ کرسکیں -

اس وقت دشمن جو چیز حجاب کے طور پہ پیش کررہا ہے اور معاشرے کی جوان لڑکیوں کو بے حجابی کی جانب مائل کررہا ہے حقیقت میں خواتین کے اجتماعی حقوق اور اس عظیم طبقے کے تعمیری کردار کے بالکل مخالف ہے-دشمن جانتا ہے کہ اسلامی ممالک کی خواتین جب تک پردے اور باطنی عفت کی حفاظت کے ساتھ معاشرے میں داخل ہوں گی توکوئی شیطانی طاقت انہیں غلامی میں لینے کی سکت نہیں رکھتی- وہ جانتے ہیں کہ اگر پردے کا بند ٹوٹ جائے تو دوسرے محاذوں کی فتح ان کیلئے آسان ہوجائے گی اور سادگی سے وہ ایران میں جدید جاہلیت کی حکمرانی کامیدان فراہم کرسکیں گے-وہ شدید پروپیگنڈوں اور وسیع ذہنی جنگ اور اقدار کی تبدیلی سےکوشش کررہے ہیں کہ ہمارے معاشرے کی خواتین اور لڑکیوں کو غلط اندازوں سے دوچار کردیں-اگر ہماری بیٹیاں ان حساس حالات میں ہوشیاری نہیں دکھائیں گی تو بلاشبہ ایسی دلدل میں پھنس جائیں گی جس میں مغربی عورت سالوں سے ڈوب چکی ہے-

حجاب ہماری خواتین اور بیٹیوں کیلئے نہ صرف بوجھ نہیں بلکہ پاکدامنی اور فعال ،شاداب اور تعمیری سرگرمیوں کا وسیلہ ہے-حجاب عورت کے وقار اور اس کی بلند شخصیت کا محافظ ہے تاکہ وہ بدخواہ اور ہوس باز افراد کے حملوں کا ہدف نہ بن سکے-اسلامی پردہ معاشرے میں خواتین کی موجودگی کی حقیق اور انسانی ترین صورت ظاہر کرتا ہے-کسی بھی سوچ کے تحت حجاب چھوڑ دینے کا پھل اس قیمتی صنف کی کم اہمیتی اور اس مقام تک گر جانا ہے جس کا نتیجہ عورت کی عظیم شخصیت کی تباہی ہے- خواتین کا پردہ اسلامی جمہوریہ نظام کی آخری حد ہے جیسا کہ ان کی شخصیت اور وقار کی حفاظت بھی اسلامی جمہوریہ نظام کی سرخ لکیر ہے-

وادیٔ سینا
آ پھر برقِ فروزاں ہے سر وادیٔ سینا

پھر رنگ پہ ہے شعلۂ رخسارِ حقیقت
پیغامِ اجل دعوتِ دیدارِ حقیقت

اے دیدۂ بینا
اب وقت ہے دیدار کا دم ہے کہ نہیں ہے

اب قاتلِ جاں چارہ گرِ کلفتِ غم ہے!
گلزارِ قرم پرتوِ صحرائے عدم ہے

پندارِ جنوں
حوصلہ راہِ عدم ہے کہ نہیں ہے!

پھر برق فروزاں ہے سر وادیٔ سینا
اے دیدۂ بینا

یہاں پر بھی گیا ارض وطن
تیری تذلیل کے داغوں کی جلن دل میں لیئے

تیری حرمت کے چراغوں
کی لگن دل میں لیئے

تیری الفت تیری یادوں کی کسک ساتھ گئی
تیرے نارنج شگوفوں کی مہک ساتھ گئی

سارے ان دیکھے رفیقوں کا جلو ساتھ رہا
کتنے ہاتھوں سے ہم آغوش میرا ہاتھ رہا

دور پردیس کی بے مہر گزرگاہوں میں
اجنبی شہر کی بے نام و نشان راہوں میں

یہ زمیں پر بھی کھلا میرے لہو کا پرچم
لہلہاتا ہے وہاں ارض فلسطیں کا عالم

تیرے آقا نے کیا ایک فلسطیں برباد
میرے زخموں نے کئیے کتنے فلسطیں آباد

ہم جیتیں گے
حقا ہم اک دن جیتیں گے
بالآخر اک دن جیتیں گے
کیا خوف ز یلغار اعدا
ہے سینہ سپر ہر غازی کا
کیا خوف ز یورش جیش قضا
صف بستہ ہیں ارواح الشہدا
ڈر کاہے کا

ہم جیتیں گے
حقا ہم اک دن جیتیں گے
قد جاء الحق و زھق الباطل
فرمودۂ رب اکبر
ہے جنت اپنے پاؤں تلے
اور سایۂ رحمت سر پر ہے
پھر کیا ڈر ہے

ہم جیتیں گے
حقا ہم اک دن جیتیں گے
بالآخر اک دن جیتیں گے

فیض احمد فیض

ایک بار اور بھی یثرب سے فلسطین میں آ
راستہ تکتی ہے پھر مسجدِ اقصیٰ تیرا

(احمد ندیم قاسمی)

رن سے آتے تھے تو با طبلِ ظفر آتے تھے
ورنہ نیزوں پہ سجائے ہوئے سَر آتے تھے
خار زاروں کو کسی آبلہ پا کی ہے تلاش
آج رحمتِ یزداں کا سزاوار آئے
وادیٔ گل سے ببولوں کا خریدار آئے
دلق پوش آئے، غلاموں کا جہاں دار آئے
پا پیادہ کوئی پھر قافلہ سالار آئے
ریگ زاروں میں کوئی تشنہ دہن آجائے
ہوش والو! کوئی تلقینِ جنوں فرمائے

(مسجدِ اقصیٰ۔ ادا جعفری)

رندانِ فرانسیس کا مے خانہ سلامت
پُر ہے مئے گلرنگ سے ہر شیشہ حلب کا
ہے خاکِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا؟
مقصد ہے ملوکیتِ انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رَطَب کا

علامہ اقبال لاہوری

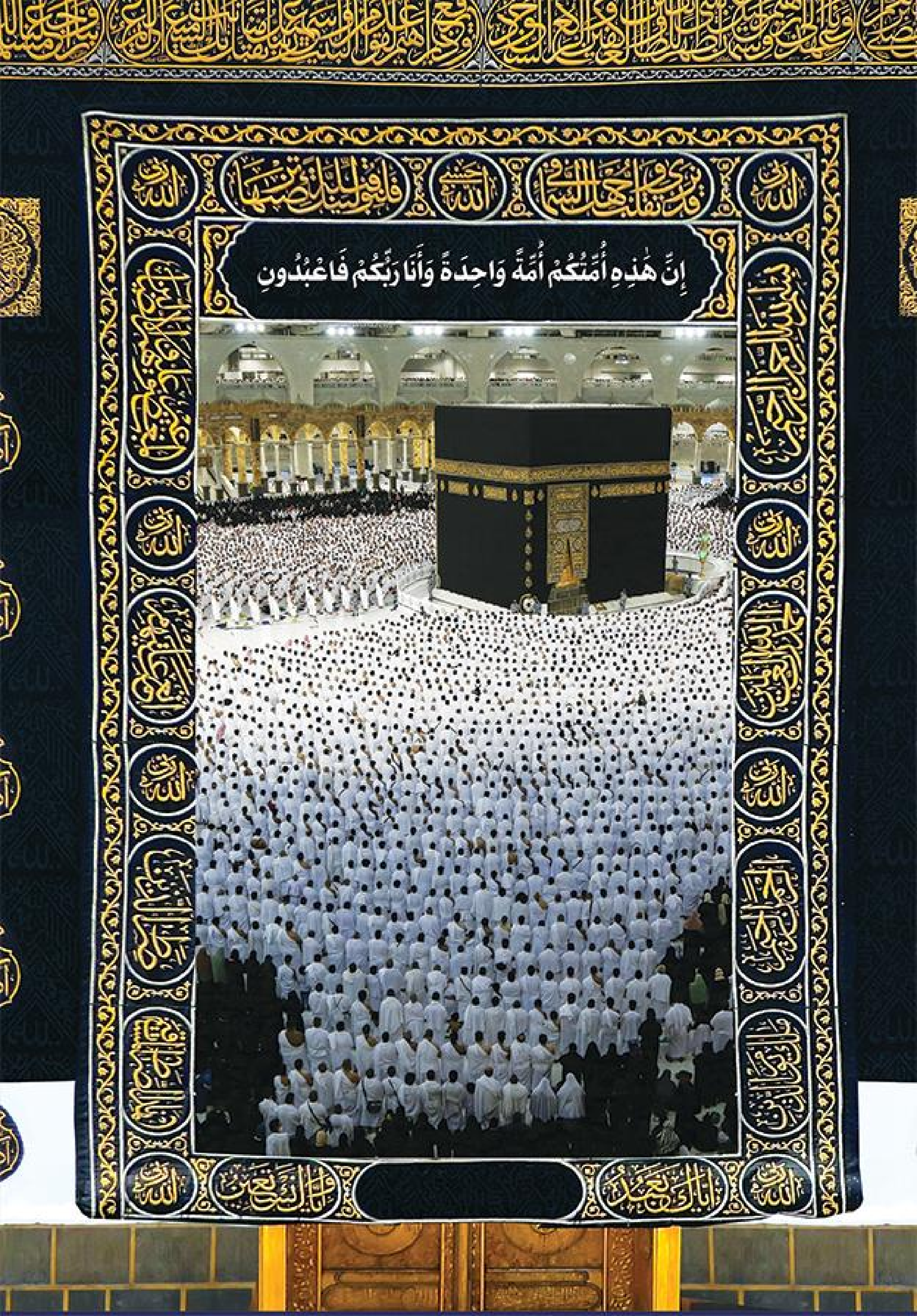
إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ